



صَفِّ مَطَهَّرَةٍ فِيهَا كُتِبَ قِيَمَةُ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
آخر آمد ز پس پرده تقدیر پدید

یعنی

— (اُرْدُو ترجمہ) —

مکتوبات اماربانی

حضرت مجدد الف ثانی الشیخ احمد سرہندی قدس سرہ

کفتر اول — حصہ اول

— (تفصیح و حواشی و ترجمہ) —

مولانا محمد سعید احمد صاحب نقشبندی

خطیب امام مسجد حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ

— (ناشر) —

مدینہ سلیٹنگ کمپنی پریسڈر وڈ کراچی

(جملہ حقوق ترجمہ بحق ناشر محفوظ ہیں)

طبع اول ————— آفٹ ایڈیشن ————— ۱۹۷۰ء

طابع و ناشر: ————— مدینہ پبلشنگ کمپنی بندر روڈ کراچی

مطبع: ————— مشہور آفٹ پریس کراچی

مکاتب: ————— محی الدین حسن خوشنویس گوہراؤں

تعداد: ————— دو ہزار (۲۰۰۰)

قیمت: ————— حصہ اول: دو روپے سوئم
جلد دوم: پلاسٹک کور

چلنے کا پتہ

مدینہ پبلشنگ کمپنی - بندر روڈ کراچی (پاکستان)

فہرست کتاب مستطاب مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ حوالہ اول از مجموعہ اول

صفحہ	مضنون	صفحہ	مضنون
۱۲۵	دوسرے دستوں کے احوال -	۲۱	مقدمہ
۲۵	مکتوب نمبر ۱۲۱	۲۲	خطبہ کتاب مستطاب
	اپنے پیر بزرگوار ہی کی طرف ترقیات کے حصول کے بیان میں -	۲۳	مکتوب نمبر ۱۲۲
۲۵	استخارہ کا حکم -		اپنے پیر بزرگوار کی طرف - ان حالات کے بیان میں جو اسم الظاہر سے مناسبت رکھتے ہیں -
۲۶	عنایات خدا تعالیٰ -		تمام اشتیاق کے اندر تجلی اسم الظاہر میں حق کا عہدہ مخصوص امور توں کے لباس میں بلکہ ان کے اجزاء میں -
۲۶	عالم صحو کی ابتداء اور تقاریر الآخر کے اثر سے ہے -	۲۳	پر شکاف اور لذت کھانے میں حسن لطافت کا مشاہدہ -
	حضرت شیخ علی الدین قدس سرہ کی تجلی ذاتی کی ابتداء -	۲۴	باطن کا ان تجلیات کی طرف متوجہ نہ ہونا -
۲۶	عجیب و غریب علوم اور عروج و فناء -	۲۴	اس تجلی کا نسبت تنہا ہی کے مخالف نہ ہونا -
۲۶	جس قدر بقا کس سہولت سے ممکن ہوگا -	۲۴	ان تجلیات کا رد پوش ہو جانا -
	کمال صوابیہ کو ہم کا حصہ ہے - اور ان کے معارف شرافت اور مقام کلمات ہیں -		ایک خاص خاک رو نما ہونا اور آثار اسلام کا ظہور اور شرک خفی کے نشانات کا مٹنا -
۲۶	حضرت مجدد صاحب قدس سرہ کے معارف شریف کی تفصیل ہے -	۲۴	معدنیہ سرش نفیس کے اوپر عروج -
۲۶	مکتوب نمبر ۱۲۳	۲۴	مرتبہ اول -
	اپنے پیر بزرگوار ہی کی طرف دستوں کے مقام خاص میں محبوبین اور بندہ ہو جانے کے بیان میں -	۲۴	مرتبہ دوم -
۳۶	حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے تجلیات میں سے ایک شخص کے حال کے بیان میں -		مشائخ و ائمہ اہل بیت اور حضور علیہ السلام کے مقام خاص اور دیگر انبیاء کرام و ملائکہ عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مقامات کا مشاہدہ -
۳۶	میر سید شاہ حسین نے اپنی مشغولیت میں یوں دیکھا الخ -		سرش سے اوپر عروج کی مقدار کا بیان اور مشائخ و انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مقامات کا بیان -
۳۶	مکتوب نمبر ۱۲۴	۲۵	میں جب چاہتا ہوں عروج واقع ہو جاتا ہے تو ناہم علی کا حال -
	اپنے پیر بزرگوار ہی کی طرف ماہ علیہم السلام	۲۵	

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۷	خواجه برہان نے اس طرح میں خوب کام کیا ہے	۲۷	دھانی مبارک اور حقیقت محمدی کے بیان میں۔
۲۸	اور تیسری سیر سے حصہ پایا ہے۔	۲۸	اس ماہ مبارک کی قرآن مجید کے ساتھ خاص
۲۹	مکتوب نمبر (۴)	۲۸	مناسبت ہے اور قابلیت اہل قرآن کا فعل ہے۔
۳۰	پیر بزرگوار کی طرف جذبہ اور سلوک	۲۹	دھانی شریف میں نزول قرآن کا سبب۔
۳۱	کے حصول اور جمال و مبالغہ و غلو صفوں کے	۳۰	اس ماہ مبارک کے تمام خیرات و برکات کے
۳۲	ساتھ تربیت پانے اور فنا و بقا اور نسبت نقشبندی	۳۱	جامع ہونے کی وجہ۔
۳۳	کی فوقیت کے بیان میں۔	۳۲	جس کسی کو بھی جو خیر و برکت پہنچتی ہے وہ اس
۳۴	جذبہ اور سلوک اور جمال و غلو کے ساتھ	۳۳	ماہ مبارک کی برکات کے دیا کا ایک قطرہ ہے۔
۳۵	تربیت پانا اور دونوں کا ایک دوسرے کے	۳۴	اس ماہ میں محبت کا حصول تمام سال محبت
۳۶	میں ہونے کا بیان۔	۳۵	کے حصول کا قریب ہے اور اس ماہ میں فقر و سادت
۳۷	محبت ذاتی و کمالی علامت ہے۔	۳۶	سال کے فقر و غنی کا باعث ہے۔
۳۸	فنائی وجود کے وقت کا بیان۔	۳۷	اس میں ختم قرآن کی سنت کی وجہ۔
۳۹	اس کے باوجود اگر علم ہو تو وہ بھی اپنے میں	۳۸	اس ماہ میں انفرادی میں تعمیل اور برکات میں
۴۰	ہے اور اگر شعوبت کو وہ بھی اپنے میں۔	۳۹	تاخیر کی وجہ۔
۴۱	حضرت خواجہ رنگ فرماتے ہیں کہ اہل اللہ	۴۰	قابلیت اولی کا بیان۔
۴۲	جب تک ان میں سے کسی ایک سے بھی	۴۱	محمدی الشریعہ جماعت کے مخالف۔
۴۳	باہر ہے فنا سے حصہ نہیں پاسکتا۔	۴۲	قابلیت محمدیہ کی بندہ خست۔
۴۴	اگرچہ اس سلسلہ کے اکابر سے بہت حد تک	۴۳	اس طرح کے علوم جن کے منشا اصالت کی اور
۴۵	کے بعد آئے	۴۴	فطرت کی جامعیت ہے بہت والد ہوئے ہیں۔
۴۶	یہ حضرت خواجہ عبدالغنی خجندیہ کی نسبت ہے۔	۴۵	قلبیہ کا مقام مقام فطرت کے دقیق علوم
۴۷	اس کو مکمل اور تمام کرنے والے حضرت خواجہ	۴۶	کا منشا ہے۔ اور ذہنیہ کا مرتبہ دائرہ اصل کے
۴۸	بہا والدین حدس سرور ہیں۔	۴۷	معارف کے درود کا واسطہ ہے۔
۴۹	مجھے معاملہ ہے پہلے پہلو و مصیبت جو واقع	۴۸	وہ سال جس کے کھٹنے کا حکم ہو اٹھا اس کے
۵۰	ہوئی تھی سرور و فرحت کا باعث تھی۔ مگر اب جبکہ	۴۹	کھٹنے کی توفیق نہ مل سکی۔
۵۱	حال اسباب کی طرف نیچے آئے ہیں الخ	۵۰	مکتوب نمبر (۵)
۵۲	اسی طرح اگر دعا کرتا تھا تو اس سے مقصود رفع	۵۱	اپنے پیر بزرگوار ہی کی طرف خواجہ برہان کی
۵۳	جلا نہیں ہوتا تھا۔ لیکن اب دعا سے مقصود بقاء اور	۵۲	سداشس کے سلسلہ میں۔
۵۴	مصائب کا رفع کرتا ہے۔	۵۳	ایک رسالہ سلسلہ اور نظر فرمائیے۔

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۵۵	استقامت سے افضل کا منکشف ہونا۔	۵۱	انبیاء کرام علیہم السلام کی دعا کس
۵۵	اس مقام میں اپنے آپ کو حضرت خواجہ نقشبند	۵۲	قبیلہ میں سے ہے۔
۵۵	قدس سرور کے قدم پر پڑنا ہے۔	۵۲	مکتوب نمبر (۸۷)
۵۶	کام علاج معاشرے کے گزر چکا ہے۔ اب اس	۵۲	اپنے پیر بزرگوار کی طرف اپنے بعض احوال
۵۶	کی بزرگی ہی کا باب ہے۔	۵۲	طریقہ کے بیان میں اپنے کچھ استفسارات کے ساتھ
۵۶	علمائے کرام کی دعا کی روشنی کے پائنت	۵۲	جو مقام دھند اور غم سے دور بقا اپنی روح کو
۵۶	و مجاہدات پر تفصیلات۔	۵۲	مروج کے طور پر اس مقام میں پڑا۔
۵۶	علماء اور علماء العلوم کے ساتھ محبت کا اظہار	۵۲	اس مقام میں بولیں تخیل ہوا کہ یہ سارا جہان تم
۵۶	اور ترمیم حیرت کے مطالعہ کی حیثیت۔	۵۲	مختصر یہ کہ جو حالت پہلے کبھی کبھی نصیب ہوتی
۵۶	حق سبحانہ و تعالیٰ کو جان کا نہ نہیں جانتا ہے۔	۵۲	تھی اب ہر وقت حاصل ہے
۵۶	اور نہ اس سے متصل اور نہ منفصل۔	۵۲	اس کے بعد ایک بلند عمل تھا۔
۵۶	مخلوق کی قذات اور ان کے افعال و صفات کو	۵۲	تینہ الوضو کی نماز ادا کرنا۔
۵۶	حق تعالیٰ کا مخلوق جانتا ہے۔	۵۲	ایک نہایت ہی بلند مقام ظاہر ہوا چار اکابر
۵۶	ہند کے قدرت کس معنی سے ہے۔	۵۲	نقشبند کو اس مقام میں دیکھا۔
۵۶	تفضلہ قدر کے مسئلے کو مل کے طرز پر بیان کیا۔	۵۲	اپنے آپ کو اول اس مقام سے دور پڑا پھر
۵۶	قابلیت اور استعداد کو کچھ دخل نہیں دیتا کہ	۵۲	آخر کو اس کے مناسب پڑا۔
۵۶	یہ ایسا باب نکالے جاتا ہے۔	۵۲	اس مقام تک پہنچنا اس واقعہ کے نتائج سے
۵۶	مکتوب نمبر (۹۱)	۵۲	ہے کہ محبت اور کو دیکھا تھا۔
۵۶	اپنے پیر بزرگوار کی طرف ان حالات کے بیان	۵۲	پھر اس طرح ظاہر ہوا کہ بڑے اخلاق پر گہری
۵۶	میں جو نیچے آنے کے مقام سے مناسبت نہ کھتے ہیں۔	۵۲	الگ ہیں۔ یہ ہیں۔
۵۶	انہی ذلت کو تا ہی اور انکساری کے دیکھنے	۵۲	دوسری عرض۔
۵۶	کے بیان میں اور اعمال میں کوتاہ ہونے کے	۵۲	تیسری عرض۔
۵۶	بیان میں۔	۵۲	چوتھی عرض۔
۵۶	شریہ کا اہم ہے۔	۵۲	پانچویں عرض۔
۵۶	عجیب کاروبار ہے اس مذمت کے طبع کے	۵۲	مکتوب نمبر (۸۸)
۵۶	معنی پیدا کر دیے۔	۵۲	پیر اپنے پیر بزرگوار کی طرف ان حالات کے
۵۶	مقام عبودیت تمام مقامات سے اوپر ہے۔	۵۲	بیان میں جو اصول اور بقا سے تعلق رکھتے ہیں۔
۵۶	ہند کے لئے لکھتے ہیں۔	۵۲	وحشت الوجود اور اس کے ترائے سے مشرق کرنا

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۵۹	محبوب کو شہادہ محبوب سے انشیرا ہے۔	۵۹	محبوب کو شہادہ محبوب سے انشیرا ہے۔
۵۸	میدان محبوبیت اور بندگی کے شہسوار و سوار	۵۸	میدان محبوبیت اور بندگی کے شہسوار و سوار
۵۷	دین علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔	۵۷	دین علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔
۵۶	کمال شہ و نقص سے مراد اس کا علم ذاتی ہے الخ۔	۵۶	کمال شہ و نقص سے مراد اس کا علم ذاتی ہے الخ۔
۵۵	جب تک اس طرح اپنے آپ کو زمین پر نہ	۵۵	جب تک اس طرح اپنے آپ کو زمین پر نہ
۵۴	نہ ڈالے اپنے مولا کے کمالات سے بے نصیب رہتا ہے۔	۵۴	نہ ڈالے اپنے مولا کے کمالات سے بے نصیب رہتا ہے۔
۵۳	ہر چیز میں محبوبیت کے کچھ معنی پائے جاتے ہیں۔ یہ بات نہیں کہ ہر شخص جس کا جذبہ سلوک پر	۵۳	ہر چیز میں محبوبیت کے کچھ معنی پائے جاتے ہیں۔ یہ بات نہیں کہ ہر شخص جس کا جذبہ سلوک پر
۵۲	مقدم ہے وہ ضرور محبوبوں میں سے ہے۔	۵۲	مقدم ہے وہ ضرور محبوبوں میں سے ہے۔
۵۱	مکتوب نمبر (۱۰)	۵۱	مکتوب نمبر (۱۰)
۵۰	اپنے پیر و گوار کی طرقت قرب و تباعد کے	۵۰	اپنے پیر و گوار کی طرقت قرب و تباعد کے
۴۹	حصول کے بیان میں اور فرق و وصل کے غیر	۴۹	حصول کے بیان میں اور فرق و وصل کے غیر
۴۸	مشہور معنی۔	۴۸	مشہور معنی۔
۴۷	نہایت اعلیٰ کا نام قرب رکھا ہوا ہے۔	۴۷	نہایت اعلیٰ کا نام قرب رکھا ہوا ہے۔
۴۶	مراد کو بھی مرید بنایا جاتا ہے۔	۴۶	مراد کو بھی مرید بنایا جاتا ہے۔
۴۵	وہ دین و دنیا کے سوا مرادیت کے باوجود	۴۵	وہ دین و دنیا کے سوا مرادیت کے باوجود
۴۴	مریدین میں سے تھے۔	۴۴	مریدین میں سے تھے۔
۴۳	مکتوب نمبر (۱۱)	۴۳	مکتوب نمبر (۱۱)
۴۲	اپنے پیر و گوار کا طرقت ہمیشہ گشتوں اور اپنے	۴۲	اپنے پیر و گوار کا طرقت ہمیشہ گشتوں اور اپنے
۴۱	احمال کو کم دیکھنے اور اعمال و اقوال میں اپنے آپ کو	۴۱	احمال کو کم دیکھنے اور اعمال و اقوال میں اپنے آپ کو
۴۰	عیب ناک یا نشتہ کے بیان میں	۴۰	عیب ناک یا نشتہ کے بیان میں
۳۹	بے خدا جتنی دو قسم ہے۔ ایک تو طریقتوں	۳۹	بے خدا جتنی دو قسم ہے۔ ایک تو طریقتوں
۳۸	میں سے کسی طریقہ کے قیام نہ ہونے کے باعث	۳۸	میں سے کسی طریقہ کے قیام نہ ہونے کے باعث
۳۷	جوتی ہے۔ اور دوسری مطلق بے خدا جتنی ہے۔	۳۷	جوتی ہے۔ اور دوسری مطلق بے خدا جتنی ہے۔
۳۶	وہا سے جو اس مقام تک پہنچائے ہیں وہ ہیں	۳۶	وہا سے جو اس مقام تک پہنچائے ہیں وہ ہیں
۳۵	ایک اپنی کوتاہیوں کو دیکھنا اور دوسرا شیخ کو	۳۵	ایک اپنی کوتاہیوں کو دیکھنا اور دوسرا شیخ کو
۳۴	منقش پایا۔	۳۴	منقش پایا۔
۳۳	حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ کے مقام	۳۳	حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ کے مقام
۳۲	سے اوپر کوئی مقام معلوم نہیں ہوا سوائے	۳۲	سے اوپر کوئی مقام معلوم نہیں ہوا سوائے
۳۱	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقام کے۔	۳۱	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقام کے۔
۳۰	حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مقام	۳۰	حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مقام
۲۹	کے بالمقابل ایک عظیم نورانی مقام تھا کہ ہرگز	۲۹	کے بالمقابل ایک عظیم نورانی مقام تھا کہ ہرگز
۲۸	اس طرح کا مقام دیکھنے میں نہیں آیا۔ اپنے آپ	۲۸	اس طرح کا مقام دیکھنے میں نہیں آیا۔ اپنے آپ
۲۷	کو بھی اس مقام کے عکس کے طور پر نگاہیں اور	۲۷	کو بھی اس مقام کے عکس کے طور پر نگاہیں اور
۲۶	منقش پایا۔	۲۶	منقش پایا۔
۲۵	حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ کے مقام	۲۵	حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ کے مقام
۲۴	سے اوپر کوئی مقام معلوم نہیں ہوا سوائے	۲۴	سے اوپر کوئی مقام معلوم نہیں ہوا سوائے
۲۳	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقام کے۔	۲۳	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقام کے۔
۲۲	حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مقام	۲۲	حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مقام
۲۱	کے بالمقابل ایک عظیم نورانی مقام تھا کہ ہرگز	۲۱	کے بالمقابل ایک عظیم نورانی مقام تھا کہ ہرگز
۲۰	اس طرح کا مقام دیکھنے میں نہیں آیا۔ اپنے آپ	۲۰	اس طرح کا مقام دیکھنے میں نہیں آیا۔ اپنے آپ
۱۹	کو بھی اس مقام کے عکس کے طور پر نگاہیں اور	۱۹	کو بھی اس مقام کے عکس کے طور پر نگاہیں اور
۱۸	منقش پایا۔	۱۸	منقش پایا۔
۱۷	حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ کے مقام	۱۷	حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ کے مقام
۱۶	سے اوپر کوئی مقام معلوم نہیں ہوا سوائے	۱۶	سے اوپر کوئی مقام معلوم نہیں ہوا سوائے
۱۵	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقام کے۔	۱۵	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقام کے۔
۱۴	حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مقام	۱۴	حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مقام
۱۳	کے بالمقابل ایک عظیم نورانی مقام تھا کہ ہرگز	۱۳	کے بالمقابل ایک عظیم نورانی مقام تھا کہ ہرگز
۱۲	اس طرح کا مقام دیکھنے میں نہیں آیا۔ اپنے آپ	۱۲	اس طرح کا مقام دیکھنے میں نہیں آیا۔ اپنے آپ
۱۱	کو بھی اس مقام کے عکس کے طور پر نگاہیں اور	۱۱	کو بھی اس مقام کے عکس کے طور پر نگاہیں اور
۱۰	منقش پایا۔	۱۰	منقش پایا۔
۹	حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ کے مقام	۹	حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ کے مقام
۸	سے اوپر کوئی مقام معلوم نہیں ہوا سوائے	۸	سے اوپر کوئی مقام معلوم نہیں ہوا سوائے
۷	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقام کے۔	۷	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقام کے۔
۶	حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مقام	۶	حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مقام
۵	کے بالمقابل ایک عظیم نورانی مقام تھا کہ ہرگز	۵	کے بالمقابل ایک عظیم نورانی مقام تھا کہ ہرگز
۴	اس طرح کا مقام دیکھنے میں نہیں آیا۔ اپنے آپ	۴	اس طرح کا مقام دیکھنے میں نہیں آیا۔ اپنے آپ
۳	کو بھی اس مقام کے عکس کے طور پر نگاہیں اور	۳	کو بھی اس مقام کے عکس کے طور پر نگاہیں اور
۲	منقش پایا۔	۲	منقش پایا۔
۱	حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ کے مقام	۱	حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ کے مقام

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۶۲	حضرت خواجہ نقشبند قادری سرمدی کا صدیقی انجمن رضی اللہ عنہ کے مقام میں ہونا۔	۶۲	حضرت خواجہ نقشبند قادری سرمدی کا صدیقی انجمن رضی اللہ عنہ کے مقام میں ہونا۔
۶۳	ایک دوسری عرض اپنے پیر بزرگوار کی خدمت میں۔	۶۳	ایک دوسری عرض اپنے پیر بزرگوار کی خدمت میں۔
۶۴	شیخ ابوسعید ابو الخیر قدس سرہ کے اس قول کی تشریح کہ عین باقی نہیں رہتا اثر گداں باقی رہے۔	۶۴	شیخ ابوسعید ابو الخیر قدس سرہ کے اس قول کی تشریح کہ عین باقی نہیں رہتا اثر گداں باقی رہے۔
۶۵	اس بات کے راز کا انکشاف اور اس کا دوام۔	۶۵	اس بات کے راز کا انکشاف اور اس کا دوام۔
۶۶	دوسری عرض کہ کوئی کتاب دیکھنے کو دل نہیں پاتا سوائے اکابر کے اقدام کے کہ کہے۔	۶۶	دوسری عرض کہ کوئی کتاب دیکھنے کو دل نہیں پاتا سوائے اکابر کے اقدام کے کہ کہے۔
۶۷	رفع احوال کے لیے توجہ کے اثر کا ظہور۔	۶۷	رفع احوال کے لیے توجہ کے اثر کا ظہور۔
۶۸	ادب و عرف میں بعض شہروں کے حالات دریافت کرنا۔	۶۸	ادب و عرف میں بعض شہروں کے حالات دریافت کرنا۔
۶۹	آپ کی اور آپ کے متعلقین کی طبائع عالیہ کا بعض لوگوں کی طرف سے نکالینے پہنچانے کے باوجود مکتد نہ ہونا۔	۶۹	آپ کی اور آپ کے متعلقین کی طبائع عالیہ کا بعض لوگوں کی طرف سے نکالینے پہنچانے کے باوجود مکتد نہ ہونا۔
۷۰	بعض دوستوں کے حالات پیر بزرگوار کی خدمت میں عرض کرنا۔	۷۰	بعض دوستوں کے حالات پیر بزرگوار کی خدمت میں عرض کرنا۔
۷۱	شیخ نور کے حالات کا بیان۔	۷۱	شیخ نور کے حالات کا بیان۔
۷۲	سید شاہ حسین کے حالات کا بیان۔	۷۲	سید شاہ حسین کے حالات کا بیان۔
۷۳	میاں جعفر کے حالات کا بیان۔	۷۳	میاں جعفر کے حالات کا بیان۔
۷۴	میاں شیعین، شیخ حسینی، شیخ کمال اور شیخ ناگوری کے حال کا بیان۔	۷۴	میاں شیعین، شیخ حسینی، شیخ کمال اور شیخ ناگوری کے حال کا بیان۔
۷۵	خواجہ ضیاء الدین کے حال کا بیان۔	۷۵	خواجہ ضیاء الدین کے حال کا بیان۔
۷۶	مولانا شیر محمد کے لڑکے کا ذکر۔	۷۶	مولانا شیر محمد کے لڑکے کا ذکر۔
۷۷	ایک خاص کیفیت کے ظہور اور ذائقے ارادہ کا بیان۔	۷۷	ایک خاص کیفیت کے ظہور اور ذائقے ارادہ کا بیان۔
۷۸	صلحت سے اور ایک نذر اور اس کی تفصیل اصل صفات کا مرقع ہونا۔ اور حدیث کا تلب اور کان اللہ ولیم کنین معذرتی کا حال کے مطابق ہونا۔	۷۸	صلحت سے اور ایک نذر اور اس کی تفصیل اصل صفات کا مرقع ہونا۔ اور حدیث کا تلب اور کان اللہ ولیم کنین معذرتی کا حال کے مطابق ہونا۔
۷۹	مولانا قاسم علی اور دوسرے دوستوں کی تکبیل کے مقام سے خدمت ہے۔	۷۹	مولانا قاسم علی اور دوسرے دوستوں کی تکبیل کے مقام سے خدمت ہے۔
۸۰	مکتوب نمبر ۱۲	۸۰	مکتوب نمبر ۱۲
۸۱	اپنے پیر بزرگوار کی طرف ذنا اور بقاء کے حصول۔ اور وجہ خاص کے ظہور کے حصول۔ اور سیر فی اللہ اور تجلی ذاتی برائی کی حقیقت کے بیان میں۔	۸۱	اپنے پیر بزرگوار کی طرف ذنا اور بقاء کے حصول۔ اور وجہ خاص کے ظہور کے حصول۔ اور سیر فی اللہ اور تجلی ذاتی برائی کی حقیقت کے بیان میں۔
۸۲	ان علوم کا انکشاف مقام فنا فی اللہ اور بقاۃ بائشہ سے تعلق رکھتے ہیں	۸۲	ان علوم کا انکشاف مقام فنا فی اللہ اور بقاۃ بائشہ سے تعلق رکھتے ہیں
۸۳	ہر شے کی وجہ خاص کا ظہور اور سیر فی اللہ کا معنی۔ اور تجلی ذاتی برائی کی حقیقت اور پیر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہونا ہے۔	۸۳	ہر شے کی وجہ خاص کا ظہور اور سیر فی اللہ کا معنی۔ اور تجلی ذاتی برائی کی حقیقت اور پیر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہونا ہے۔
۸۴	ہر مقام کے لوازمات اور ضروریات کا ظہور اور اولیاء اللہ کے معلومات و مشاہدات پر اطلاوع۔	۸۴	ہر مقام کے لوازمات اور ضروریات کا ظہور اور اولیاء اللہ کے معلومات و مشاہدات پر اطلاوع۔
۸۵	استیاء کی فہمات اور ان کی تاہلیات کو خدا تعالیٰ کی مخلوق جاننا۔	۸۵	استیاء کی فہمات اور ان کی تاہلیات کو خدا تعالیٰ کی مخلوق جاننا۔
۸۶	وہ سبحانہ و تعالیٰ استقلال و اوقالیست کے تائید نہیں ہے۔	۸۶	وہ سبحانہ و تعالیٰ استقلال و اوقالیست کے تائید نہیں ہے۔
۸۷	مکتوب نمبر ۱۳	۸۷	مکتوب نمبر ۱۳
۸۸	اپنے پیر بزرگوار کو لکھا۔ اس راہ کی پختہ کاری علوم حقیقت کی طور شریعت کے ساتھ مطابقت کے بیان میں۔	۸۸	اپنے پیر بزرگوار کو لکھا۔ اس راہ کی پختہ کاری علوم حقیقت کی طور شریعت کے ساتھ مطابقت کے بیان میں۔
۸۹	مشائخ کے اس قول کے بیان میں کہ	۸۹	مشائخ کے اس قول کے بیان میں کہ

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۷۱	صفات کلیہ و جریہ کا نظر آنا۔	۶۸	سیرانی اللہ پچاس ہزار سالہا ہے۔ اور اس مشیاء
۷۱	اسے نقیض کا پرانے کرے کے رنگ میں نظر آنا		میں سیر کے واقع ہوئے۔ اور غالب ارشاد لوگوں کے
۷۲	ایک واقعہ کی تفسیر۔		خلو کرنے اور ان کے کام میں شروع ہونے کے
	جو چیز وائنہ حاصل ہے وہ حیرت و	۶۹	بیان میں۔
۷۲	اجنبیت ہے۔		جہاں دوست کا پڑھنا مقولہ جہاں دوست سے
۷۲	بعض واقعہ کی تفسیر سے عاجز رہنا۔	۶۹	بھاری جانتا۔
	اس طریقہ طبع سے شیخ طہر زکریا کی تفسیر		تمام کشفیات کا ظاہر بر شریعت کے مطابق
	نیازی کا جو شاہیر شائع سر ہند میں سے ہیں۔	۷۰	ہونا۔
	اظہار جذبہ عنایت بعض دوستوں کا بطریق رابطہ		صوفیاء کے بعض کثوف کا خلاف شرع ہونا یا
۷۲	راہ فقر میں جانا۔		سہو کی بنا پر ہے یا سکر کے باعث اور یہ دونوں
	آقا سہم۔ آقا محمد و محمد و عبدالرحمن شیش نور	۶۹	دو بیان راہ کی باتیں ہیں۔ امتداد راہ کی نہیں۔
۷۲	اور آقا عبدالرحمن کا نقطہ فوق تک پہنچنا۔	۶۹	علی و اور صوفیہ کے دو بیان فرق کا بیان۔
	آقا عبد اللہ۔ کی سنہ اس میں استغراق پیدا	۷۰	مکتوبات قلمب ۱۴
	کر لیا ہے۔ اور وہ مطلق مشرہ ذات گرامشیاء		اپنے پیر اور گوروں کی خدمت میں لکھا۔ ان
۷۳	میں صفت شریعی سے دیکھتا ہے۔		واقعات کے حصول کے بیان میں جو دوران راہ
	پیر و سنگی کی دولت ہے جو طابوہوں تک		پیش آئے۔ اور بعض مسترشدین کے
۷۳	پہنچتا ہے۔	۷۰	حالات کے بیان میں۔
۷۳	اس کیفیت کا اس فیض زمانی میں کچھ قصہ نہیں		مسترد و جو بک کا قصہ بد صورت سیاہ رنگ
	حضرت پیر و سنگی کے حضرت مجدد صاحب		صورت کی صورت میں۔ اور مسترہا حدیث کا قصہ
۷۳	میں۔ یعنی محبوبیت ثابت کرنے۔ بیان میں۔	۷۰	دوران قاسم مری کی صورت میں۔
۷۳	مکتوب قلمب ۱۵		صوت کی آواز کا پیدا ہونا۔ اور نظر میں سیا
	یہ خط بھی اپنے مسترشدین گوار کو لکھا۔ ان		محسوس ہوا کہ اگر میں ایک ایسا شخص ہوں جو
	احوال کے بیان میں جو بہت دور و زل کے مقامات		دیئے میں محسوس کئے۔ اسے کھڑا ہو۔ اس راہ سے
	سے متعلق رکھتے ہیں۔ نیز بعض پوشیدہ اسرار	۷۰	کے کہ اپنے آپ کو اس میں گر لے۔
۷۳	کا بیان۔		ایک خاص کیفیت کا ظاہر ہونا اس میں
	بدت تک اسے تلاش کرتا رہا لیکن اپنے	۷۱	ذوق سے یوں محسوس کرنا کہ وہی کو غیر حق کی
	آپ کو ہی پاتا رہا۔ بعد کہ اس کا کام اس تک پہنچنا		چاہت نہیں رہی۔
۷۳	کہ اگر اپنے آپ کو پایا تو پس اسے ہی پایا۔	۷۱	اس وقت درخش رہا اور نہ فرشتے۔

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۷۷	افراد کے خیانت پر درجہ کا بیان۔	۷۷	میں بقایا میں خالی ہے۔ اور میں خانی باقی۔
۷۷	اہل الشب کے بارے میں بدگمانی رکھنے سے ضرر	۷۷	لیکن اگر
۷۷	و نقصان کا احتمال غالب ہے۔	۷۷	روح و نفس دونوں جہتوں کی جاہلیت کے
۷۷	غیرت خداوندی سے ٹوڑنا چاہیے۔	۷۷	بیان میں۔
۷۷	فریق و جمع کا معنی۔	۷۷	اوپر سے قائم حاصل کرنا اور نیچے والوں کو
۷۷	فریق و جمع کے معنی میں اہل سکر کو نامی قرار دینا	۷۷	نامہ و پنچانا اس برزخیت کے واسطے مفہوم کیا
۷۷	مکتوب نمبر ۱۷	۷۷	گیا ہے۔
۷۷	یہ خط بھی اپنے مرشد بزرگوار کو لکھا۔ بعض	۷۷	بائیں ہاتھ سے مراد کے بیان میں۔
۷۷	ایسے احوال کے بیان میں جو عروج و نزول کے	۷۷	مقلب تلو بہ تلو پنچنا سلوک سے دلالت ہے
۷۷	تعلق رکھتے ہیں۔	۷۷	ہمیں شخص کے ساتھ مقام کے تعلق کے معنی
۷۷	مکتوب نمبر ۱۸	۷۷	ایک کے ہونے پر بزرگ کے حال کا بیان۔
۷۷	یہ مکتوب بھی اپنے مرشد بزرگوار کو لکھا	۷۷	مقامات جذ بہ و سلوک کے درمیان منافات
۷۷	اس انگلیں کے بیان میں جو تلو بہ تلو کے بعد حاصل	۷۷	اور عدم منافات کا بیان۔
۷۷	ہوتی ہے۔	۷۷	مکتوبات نمبر ۱۹
۷۷	جب حق سبحانہ و تعالیٰ نے ہر برکت کی حیات	۷۷	یہ مکتوب بھی اپنے مرشد بزرگوار کو لکھا۔ عروج و
۷۷	علیہ اعمال کی رویت سے آزادی عطا کی۔ تحریرت	۷۷	نزول وغیرہ کے حالات کے بیان میں۔
۷۷	و پریشانی کے سوا کچھ ہاتھ میں نہ رہا۔	۷۷	اس رسالہ کے بیان میں جو بعض درستیوں کی
۷۷	حق الیقین سے مشرف کرنا۔ اور علم و عین کا	۷۷	فراہم نش سے میرا آیا۔ اور حضرت خاتینت رسالت
۷۷	ایک دوسرے کے لیے حجاب و پردہ نہ ہوا۔	۷۷	علی ما جہا الصلوٰۃ والسلام والقیہ کی بارگاہ میں
۷۷	ولایت و شہادت اور صدیقیت کے	۷۷	اس کی مقبولیت۔
۷۷	مقامات میں فرق۔	۷۷	محاسن میں لوگوں کا شہیرہ کی طرح نظر آنا۔
۷۷	اس امر کی تحقیق کہ صدیقیت اور نبوت	۷۷	ہمارے قریب میں عروج اور شاخ کرام کی روحانیت
۷۷	کے درمیان ایک مقام ہے جس کو قربت کہتے ہیں	۷۷	اور عنایات خداوندی کے طفیل تمام شاخ کے
۷۷	یہ مقام برزخیت کی ریافت رکھتا ہے یا نہیں	۷۷	مقامات پر سے گزرتا۔ اور درجہ ولایت کا حصول
۷۷	مقام قربت کی بلندی اور اس مقام میں جو	۷۷	اور مقام قلب تک نزول۔
۷۷	کاذبات پر نام نہ ہونا۔	۷۷	مراد ہونے کے باوجود اس قدر نیا و نازک
۷۷	مقام صدیقیت مقام بقایاں ہے۔	۷۷	کے کرنا ہوتی ہیں کہ مرید ساری عمر میں بھی معلوم نہیں
۷۷	سلوک سے کیا مقصود ہے۔	۷۷	کرتے کہہ سکیں۔

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۸۶	بہندی اور ان کے دوام خصوص کے بیان میں۔	۸۱	مسلک قضا و قدر پر نگاہ ہونا۔ اور اصول شریعت کے ساتھ اس کی عدم مخالفت علوم و معارف کا پارسش کی طرح ہونا اور فاضل علوم کے مقصد کا بیان۔
۸۶	قنا اور موت کے بغیر موت جسمانی سے قبل ہے۔ جناب قدس جل و علائکہ سائی میسر نہیں آسکتی اور نہ باطل الہوں سے نجات مل سکتی ہے۔ اور نہ حقیقت اسلام اور کمال ایمان نصیب ہو سکتا ہے۔ اور	۸۲	اللہ تعالیٰ کے قول میں کشمکش و جہاد میں البصیر کا معنی۔
۸۶	یہ خواہ ولایت میں قدم اول ہے۔	۸۲	ذوات مخلوقات کا جماد ہونا۔
۸۶	ولایت کے کئی درجے ہیں۔ اور ہر نبی کے قدم پر ایک مخصوص ولایت ہے۔	۸۳	مخلوقات کی صفات کا جماد ہونا۔
۸۶	اعلیٰ ترین ولایت وہ ہے جو ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدم پر ہے۔	۸۳	مخلوقات کے افعال کا جماد ہونا۔
۸۶	بلا اعتبار سے دیگر تعالیٰ ذات نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولایت کے ساتھ مخصوص ہے۔	۸۳	بندوں کے اعمال پر ثواب و عقاب کے مسئلے پر ایک سوال اور اس کا جواب۔
۸۶	اور تمام تجاہات کا اٹھنا اور وصل عریان اور وجہ حقیقی ممال متحقق ہے اور اس ناورد الوجود مقام سے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کامل پیروی والوں کو حصہ از حاصل ہے۔ یہ تعالیٰ ذاتی اکثر مشائخ کے نزدیک برحق ہے الخ	۸۳	گفتگو کے علاوہ جو جانے پر اپنے پیرو مرشد سے غلط فہمی۔
۸۶	مشائخ نقشبندیہ کے نزدیک تعالیٰ ذاتی کا عالمی حضور ان بزرگوں کے نزدیک بتواء آتما میں دلچ ہے۔	۸۵	میاں شاہ حسین کے حال کا بیان۔
۸۶	اس معاملہ میں ان بزرگوں کی اقتداء صحابہ کرام سے ہے۔ جس طرح ولایت محمدی تمام انبیاء و کرام کی ولایتوں سے فوقیت رکھتی ہے۔	۸۵	حضرت شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے صاحبزادے اور مشایخ نور اور اپنے ایک رشتہ جہان کا حال۔
۸۸	اسی طرح ان اکابر کی ولایت تمام اولیاء کی ولایتوں سے خالق اور اعلیٰ ہے۔	۸۵	مکتوب نمبر ۱۹
	دوسرے سلسلے والوں کے بعض اکابر کو	۸۵	یہ مکتوب بھی اپنے پیرو مرشد کو لکھا۔
		۸۵	بعض صاحب حاجت لوگوں کی سفارش کے سلسلہ میں۔
		۸۶	مکتوب نمبر ۲۰
		۸۶	یہ مکتوب بھی بعض صاحب حاجت لوگوں کی سفارش کے سلسلہ میں اپنے پیرو مرشد کی خدمت میں لکھا۔
		۸۶	مکتوب نمبر ۲۱
		۸۶	شیخ محمد کی طرف درجہ ولایت خصوصاً ولایت محمدی اور نسبت نقشبندیہ کی

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۹۰	اس بات کا بیان کہ نفس مجمل ہے۔ اور حواس وغیرہ اس کی تفصیل ہیں۔	۸۸	یہ ولایت حاصل ہوتی ہے۔ لیکن ولایت حقیقہ سے انکار کر کے۔
۹۱	جاننا چاہیے کہ مستغنیہ میں اسباب حرکت ہیں الخ	۸۸	اس طریقہ علیہ کے بعض کمالات کے اظہار کی غرض و غایت۔
۹۱	مکتوب نمبر ۲۳	۸۸	مکتوب نمبر ۲۲
۹۱	خان خاناں کی طرف۔	۸۸	شیخ عبدالحق کی طرف۔
۹۱	شیخ ناقص سے اخذ طریقہ سے منع کرنے کے بیان میں۔	۸۸	روح اور نفس کے تعلق اور تفریق و فہم اور فناء بقا روح و جسدی اور مقام و موت کے بیان میں اور قافی اور مخلوق کی طرف لوٹائے گئے۔
۹۲	خداوند تعالیٰ عالم سے شامل قلال اور عمل سے خالی علم سے نجات عطا کرے۔	۸۸	اولیاء کرام کے درمیان فرق اور خدا تعالیٰ کے نور کو ظلمت اور لامکانی کو مکانی کے ساتھ جمع کرنے کا بیان۔ اور ان دونوں کے درمیان کوئی کام پیدا کرنا اور اس کا نتیجہ۔
۹۲	اسے برادر دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔	۸۹	اس نور کا اپنے مقام اعلیٰ کو قبول کرنا اور اس کا نتیجہ۔
۹۳	جاننا چاہیے کہ بیچ کا ضائع کرنا دو طرح ہے الخ	۸۹	اس نور کا اپنے مقام اصلی کی طرف رجوع کرنا اور اس کا ثمرہ اور ظلمت کا اس نور کے تابع ہونا۔
۹۳	تو شیخ کامل اس طالب کی تربیت کرنے کے وقت الخ	۸۹	اس نور کا مطلوب حقیقی میں مستغرق ہونے کے بعد اپنے لامکانی تعلق کو قبول کرنا۔
۹۳	صحبت کامل کبریت احمر ہے۔ اس کی نظر دو اور اس کا گھر شفا ہے۔	۸۹	خدا کے بعد بقا کے رسول اور اسم ولایت کے اطلاق و استعمال کے جواز کی صورت میں یا تو مستغرق نام ہوتا ہے۔ یا موت و ارشاد کے لیے مخلوق کی طرف رجوع ہوتا ہے۔
۹۳	تعمد۔ گنہگار لقب رکھنے سے روکنے کے بیان میں۔	۹۰	روح کے لیے نہ دانا ہے اور نہ باریاں۔
۹۴	مسلمانوں کو اہل کفر سے دشمنی رکھنے کا حکم ہے بعض مشائخ کی عبادت میں غیر سر کے باعث مدح کفر میں جو کچھ وارد ہوا ہے۔ وہ ظاہر پر محمول ہیں۔	۹۰	لیکن دانا جس کے حال کے نیا دھاتی اور نورست نور ظلمت سے مراد۔
۹۴	کفر حقیقت نقص ہے۔	۹۰	سوال باوجود بقا و شعور اور نور اور تعلق الخ
۹۴	پیشکش والوں کو مستوروں کی تقلید و انہیں ہر چیز کا ایک موسم اور وقت ہے کہ اسی موسم میں وہ چرم مٹوں ہوتی ہے۔	۹۰	
۹۴	لقب کفر کے تبدیل کرنے کا حکم۔	۹۰	
۹۴	مواضع نہمت سے بچنے کا حکم۔	۹۰	

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۹۷	مکتوب نمبر ۲۴	۹۳	مکتوب نمبر ۲۳
۹۷	عادی محمد لاہوری کی طرف - اس بیان میں کہ	۹۳	محمد علی خان کی طرف - اس بیان میں کہ
۹۷	شوق ابرار کو ہوتا ہے - مقررین کو نہیں ہوتا -	۹۳	صوفی کا لٹھ اٹھاتا ہوتا ہے -
۹۷	حدیث قدسی الاطال شوق ابرار کا معنی -	۹۳	اوداس امر کے بیان میں کہ دل ایک سے
۹۷	ابرار سے کون لوگ مراد ہیں -	۹۳	زیادہ اشتیاء سے تعلق نہیں رکھ سکتا -
۹۷	حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اس قول	۹۳	اور یہ کہ محبت خالق کا غلبہ الہی -
۹۷	کا معنی ہلکنی اگنا - لکھتے قست قلو جانا	۹۳	مقررین و ابرار کی عبادت کے دو بیان فرق
۹۷	اپنے شیخ تھیں سر کے اس قول کا نقل کرنا	۹۳	اس امر کی تشریح اور ثبات -
۹۷	کہ واصل متقی کو بھی کبھی گزشتہ شوق کی نفی	۹۳	نہیہ اور سب تعالیٰ کے درمیان جہاں جہاں
۹۷	ہوتی ہے -	۹۳	فلس ہے -
۹۷	رفع شوق کا دوسرا مقام -	۹۳	محبت ذاتی موجود ہونے کی صورت میں مجب
۹۷	واصل کے شوق کی طرف رجوع نہ کرنے پر	۹۳	کا اتمام اور اس کی طرف سے تکلیف و دونوں بیکار
۹۷	سوال اور اس کا جواب -	۹۳	ہو جاتے ہیں -
۹۷	سیر تفصیل کی نہایت کسی کے لیے تفصیل نہیں	۹۳	ابرار حق تعالیٰ کی عبادت خوف غلاب اور
۹۷	بیان مدام تعصوبہ توقع و حق متنتی واصل کرنے	۹۳	علی قواب کے لیے کرتے ہیں -
۹۷	ان سوا تب کو اجمالی طور پر طے کیا ہے -	۹۳	ابرار کی نیکیاں مقررین کی نسبت سیئات
۹۷	ساکل لوگ سیر تفصیل میں جہتہ تعلیمات	۹۳	میں داخل ہیں -
۹۷	صفاتیہ میں بندہ جتے ہیں -	۹۳	بعض مقررین بھی عبادت خوف غلاب اور
۹۷	حق تعالیٰ کی طرف مشتاق ہونے سے کیا	۹۳	امید قواب کے لیے کرتے ہیں لیکن الخ
۹۷	مرا ہے - اس کا جواب -	۹۳	ایسے لوگوں کو کمالات نبوت سے بھی حق
۱۰۰	مکتوب نمبر ۲۵	۹۳	حاصل ہے -
۱۰۰	خواجہ ملک کو لکھا - سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی	۹۳	مکتوب نمبر ۲۵
۱۰۰	درج و شتا میں -	۹۳	خواجہ جہاں کو لکھا - حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
۱۰۰	اس سلسلہ کے اکابر کے اس قول سے مراد	۹۳	اور غلامیہ لاشدین کی متابعت کی ترغیب کے بیان میں
۱۰۰	کہ جہاں کی نسبت تمام کی نسبت سے فائق ہے	۹۳	تمام کمالات روح و سر و غیر و حضور کی متابعت
۱۰۰	یادداشت کے معنی - تعلیمی ذاتی کا معنی اور	۹۳	سے وابستہ ہیں -
۱۰۰	حضور پر نفی کے معنی -	۹۳	شیخ سلطان کے دو لوگوں کے لیے
۱۰۱	یہ نسبت نہایت ہی نمایاں ہے -	۹۳	سفارشیں -

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۰۳	شواہخ کے نزدیک رات کے نصف آخر میں ادا کرنا جائز ہی نہیں۔	۱۰۱	مکتوب نمبر ۲۸
۱۰۳	نصف وقت کی تاخیر سے بھی قیام میل اور بریلوی وقت گھر صبر اسکتی ہے۔	۱۰۱	خواجہ غلام کی طرف صادر فرمایا۔
۱۰۳	مشاء کی جو نمازیں رات کے نصف اخیر میں ادا کی ہیں انہیں قضا کر لیں۔	۱۰۲	حال کی بندہ میں کے بیان میں ایسے حفاظ سے جو منزل و مقصد کا وہم و گشامہ نہیں۔
۱۰۳	امام اعظم کو فی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک سجدہ وہ جانے کی بنا پر چالیس سال کی نمازیں قضا کیں و شوکا مستعمل پانی امام اعظم کو فی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نجس غلیظ ہے۔ فقہاء کرام نے اس کے پینے سے منع کیا ہے۔	۱۰۲	مکتوب نمبر ۲۹
۱۰۳	دشو کے بچے ہوئے پانی کو شفا کا لگیا ہے وہ اگر کسی کو دیا جائے تو جائز ہے۔	۱۰۲	شیخ نظام قضا میری کی طرف۔
۱۰۳	بعض وقتوں نے واقعہ میں دیکھا کہ حضرت مجدد صاحب قدس سرہ کے دشو کا مستعمل پانی منور میں و در ضرر عظیم لاحق ہو گا الف۔	۱۰۲	ادائے فرائض کی ترغیب اور مشق و محنت کی رعایت اور اس امر کے بیان میں کہ فرائض کے ساتھ اوائے فرائض کو کم اہمیت دی جائے اور رات کے نصف اخیر میں نماز عشاء ادا کرنے سے روکنے اور سریدوں کے پیروں کو سجدہ کرنے سے روکنے وغیرہ کے بیان میں۔
۱۰۳	سریدوں کے اپنے پیروں کو سجدہ کرتے کی مذمت و شاعت۔ اور اس سے سختی سے روکنا۔	۱۰۲	ادائے فرائض میں صفت و سجدہ کی رعایت کرنا ہر احوال و احوال سے بہتر ہے۔
۱۰۳	صوفیاء کے علوم احوال ہیں۔ اور احوال اعمال کے نتائج و ثمرات ہیں۔ اعمال کی درستگی کے بغیر احوال کا حقیقہ نہیں مل سکتا الف۔	۱۰۳	کرنا ہر احوال و احوال سے بہتر ہے۔
۱۰۳	جس طرح مجالس اہل سلسلہ میں کتب تصنیف پڑھی جاتی ہیں کتب فقہ بھی پڑھی جاتی پائیں۔	۱۰۳	منقول ہے کہ ایک روز حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فجر کی نماز باجماعت ادا کرنے کے بعد نمازیوں کو دیکھا ایک شخص کو نماز میں نہ پایا الف۔
۱۰۳	تصنیف جبکہ احوال سے تعلق رکھتا ہے اور قابل میں نہیں آسکتا اگر اس کی کتابوں کا مطالعہ نہ ہو کیا جائے تو کوئی حرج نہیں۔	۱۰۳	آداب کی رعایت اور مذکورہ بات سے بچنا اگرچہ تنزیہی ہے جو ذکر و فکر اور مراقبہ و توجہ سے کئی مرتبہ بہتر ہے۔
۱۰۳		۱۰۳	بطور مذکورہ ایک مذکورہ صاف کرنا یا پڑھنے برابر صدقہ کرنے سے کئی وجہ سے زیادہ بہتر ہے۔
۱۰۳		۱۰۳	نماز و شاعت و شب اخیر میں ادا کرنا اور اسے نماز تہجد کا ذریعہ بنانا بہت نا پسندیدہ ہے خفیہ کے نزدیک نماز عشاء رات کے نصف اخیر میں ادا کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۰۹	یہ علوم اہل حق سے اخذ کیے اور یہ وکرام نے جو ہی علوم پذیر کیا وہ نام اخذ کیے۔	۱۰۵	مکتوب نمبر ۳۰ شیخ نظام قتایسری کو لکھا - شہود آفاقی اور انفسی وغیرہ کے بیان میں۔
۱۰۹	علماء دین نے یہ علوم شرائع سے بطریق اجمال اخذ کیے ہیں۔	۱۰۵	اس کی جناب کریا اس سے بلند تر ہے کہ مجھ جیسا اس کا لکھ میاں کر سکے چون یہ چوں کے متعلق کیا اظہار خیال کر سکتا ہے۔
۱۰۹	مکتوب نمبر ۳۱ شیخ سہری کی طرف لکھا - توحید وجودی کی حقیقت کے علم اور تقرب و معیت ذاتی کے بیان میں اور بعض سوالات و جوابات کے بیان میں جو اس مقام سے تعلق رکھتے ہیں۔	۱۰۵	حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ نے فرمایا ہے اہل اللہ فنا اور بقا کے بعد جو کچھ دیکھتے ہیں اپنے دماغ دیکھتے ہیں۔
۱۰۹	مشکل توحید وجودی کی تحقیق۔	۱۰۶	تجمل موصلا جیسی بھی ہو سیر آفاقی میں داخل ہے الخ
۱۱۰	فقیر اس توحید کے مشرب سے اندر دشنے علم حق وافر اور لذت عظیم رکھتا تھا۔	۱۰۶	وجود ہم کی تعریف اکابر نقشبندیہ نے نہ کی کہ وہ باوجود اہم کے بعد ہے۔ لعل اور غل سے محفوظ ہے۔
۱۱۰	حضرت شیخ قدس سرہ پراوردہ نے حال اس توحید کا سنگشفت ہونا اور اس مقام کے علوم و معارف و دقائق کا ظہور۔	۱۰۶	وہ فنا و انقیاد و مجرور حال پذیر ہے اعمال اور کمونیات میں سے ہے۔
۱۱۰	شیخ علی الدین عربی کے وقائع معارف کو ظاہر کرنا۔ الخ	۱۰۶	انسان کی پیدائش سے مقصود زندگی کے وظائف اور کرنا ہے۔
۱۱۰	اس توحید میں سکر و قنات اور طبع حال کی بیان یہ حال مدت وراثت رکھ رہا یہ بیان تک کہ اکثر تعالیٰ نے اس حال سے نکالا اور ترقی عطا کی۔	۱۰۶	عشق و محبت بھی مقام میں سے نہیں ہیں مراتب ولایت کی نہایت مقام عبودیت ہے۔ اس کے اوپر کوئی مقام نہیں الخ
۱۱۰	نسبت احاطہ اور سر بیان اور قرب و معیت ذاتی کا پورے شہید ہو جانا۔	۱۰۸	حضرت خواجہ نقشبند کا اس شخص کو جواب دینا جس نے دریافت کیا تھا کہ سلوک سے کیا مقصود ہے۔
۱۱۱	حق سبحانہ و تعالیٰ کسی شے سے انقاد نہیں رکھتا۔	۱۰۹	بعض زائد امور و دروس راہ راست آتے ہیں نہایت پرہیز گارہ و سب غبار کی طرح اڑ جاتے ہیں۔
۱۱۱	انقلاب حقائق حق و اور شرعاً محال ہے۔	۱۰۹	جس طرح شیخ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے
۱۱۱	منعجب ہے کہ شیخ علی الدین اور اس کے		

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۱۰	مشائخ نقشبندیہ وغیرہ نقشبندیہ کی ان عبارتوں کا جواب جو دعوت درجہ اول اور درجہ بیت فانی میں موجود ہیں۔	۱۱۱	مستبعدان کثرت واجب تعالیٰ کو محبوبوں مطلق کہتے ہیں اور توہین و جھوٹی کے منافی علوم و معارف کے
۱۱۲	سوال۔ جب نفس الامر میں وجود متعدد ہیں۔ الخ	۱۱۱	کسور کے وقت فقیر کا خطاب نام لاتی تھا الخ
۱۱۳	سوال مذکور کا جواب اور اس کی وضاحت دعوت الوجود کا قبول کرنا کشف کی بنا پر تھا اور اگر اس کا انکار ہے تو وہ السلام کی بنا پر ہے	۱۱۱	اس صحبت کو ایک مثال سے واضح کرنا۔
۱۱۴	سوال مذکور کا ایک دوسرا جواب۔	۱۱۱	توحید و جدوجہد کے قول کے اسباب وجہ۔
۱۱۵	مکتوب نمبر ۳۲	۱۱۲	سبب اول و ثانی کا بیان
۱۱۵	مرزا حسام الدین کی طرف لکھا۔ اس کمال کے بیان میں جو سادہ کے ساتھ مخصوص ہے۔	۱۱۲	تیسرے سبب کا بیان۔
۱۱۵	اور اولیاد کرام میں سے کم ہی لوگ اس کمال سے مشرف ہوئے ہیں اور حضرت امام ہمدانی میں یہ کمال بوجہ اتم طور پر تھا۔	۱۱۲	توحید کی قسم ثالث کا بیان جو پہلی دونوں سے اعلیٰ ہے۔
۱۱۵	اس بات کا بیان کہ فاضل کمال بہت سے افکار کے مٹنے سے ہوتا ہے۔	۱۱۲	غلطائے کشفی غلطائے اجتہادی کا حکم کتنی ہے۔ اس خط پر کوئی کتاب و علامت نہیں بلکہ
۱۱۵	پیر کی نسبت اگر ایک ہی حال پر رہے تو موجب نقصان ہے۔ دانش مند مرید کو چاہیے کہ اس سے کامل کرے۔	۱۱۲	ایک درجہ ثواب ہے۔
۱۱۵	آپ نے پیر و سنگت کی نسبت سے دریافت نہ ہونے کے متعلق پوچھا تھا الخ	۱۱۲	مجتہد کی تقلید کرنے والے مجتہد کے حکم میں ہیں اور خط کی صورت میں ایک درجہ ثواب پڑتا ہے۔ اور اہل کشف کی تقلید کرنے والے مجتہد میں اور خط کی صورت میں ثواب سے محروم ہیں۔
۱۱۶	سبر مقام ایک اپنے علوم و معارف لکھتا ہے۔	۱۱۳	السلام دوسرے کے حق میں محبت نہیں لیکن مجتہد کا قول دوسرے پر محبت ہے۔
۱۱۶	صحابہ کرام کا مقام ہر درجہ بیت سے الگ تھا ابتداء میں اس نسبت کا ظہور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت کی برکت کے ساتھ مخصوص تھا	۱۱۳	اہل کشف کی تقلید خط کی صورت میں جائز نہیں اور مجتہد کی تقلید خط کی صورت میں بھی جائز بلکہ واجب ہے۔
۱۱۶	عام دوستوں کی لغزشوں سے مبرا اور شیخ الاسلام کی لغزشوں سے خصوصاً اور گنہ گار	۱۱۳	کائنات کے آئینوں میں بعض ماکوں کا شہود الخ
۱۱۶		۱۱۳	کثرت میں وحدت کے شہود اور احدیت کے کثرت میں شہود کا بیان۔
۱۱۶		۱۱۳	لامکانی گروکان سے باہر کشش کرنا یا جیسے جو کچھ آفاقی اولیاء نفس میں دکھائی دیتا ہے وہ اس کے نشانات ہیں۔

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۲۰	تو اس کا اندر پافت کیا۔ اتم	۱۱۷	عارضی باتوں سے ہم پر چڑھنے کی نسبت اور علاقہ محبت ٹوٹ نہیں جاتا۔
۱۲۰	بلاشبہ اس زمانہ میں جو سستی اور لامت اس دور میں ہو رہی ہے وہ علماء سود کی وجہ سے ہے۔	۱۱۷	معانی اور دیگر اس صورت میں ہے کہ وہ جماعت ان چیزوں کو خود بھی بُرا جانے۔
۱۲۱	وہ علماء جو دنیا سے بے رغبت ہیں وہی علم و آخرت اور وارث انبیاء ہیں۔	۱۱۸	شیخ الہاد کو خلافت اور بائیں بنانے کا بیان اور اس کی تفصیل۔
۱۲۱	کلی حیامت کے زمانہ کی سیاہی کا خون شہداء کے عقاب میں وزن کریں گے تو ان کے خون سے ان کی سیاہی زیادہ وزن رکھے گی۔	۱۱۸	اس تبلیغ کا بیان جو سعادت محض کی جنس سے ہے اتم
۱۲۱	علماء کو سونا بھی عبادت ہے میر علماء آخرت کے حق میں ہے اگر دنیا علم پر ہے تو آخرت خوار ہے اتم	۱۱۸	فہم کی تکمیل بہت سے افکار مع ہونے سے ہوتی ہے۔
۱۲۱	شیخ کی ایک جماعت نے خفائی نیتوں کے تحت اہل دنیا کی بلا ہر صحت اختیار کر رکھی ہے۔ لیکن حقیقت میں دنیا سے فارغ اور آزاد ہیں۔	۱۱۸	وہ نسبت فقر جو حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ رکھتے ہیں حضرت خواجہ عبدالقادر کے نام میں نہیں تھی۔ واقعات پر کوئی اعتماد نہ کریں۔
۱۲۱	حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کا بازار بلی میں ایک باجر کو دیکھنا۔ اتم	۱۱۸	کیونکہ یہ محض خیالات ہیں۔ بعض اہل نسبت کی نسبت سلب کرنے
۱۲۲	مکتوب نمبر ۳۴	۱۱۸	کا بیان
۱۲۲	یہ مکتوب بھی حاجی محمد لاہوری کو لکھا۔	۱۱۹	مکتوب نمبر ۳۵
۱۲۳	ممکن حد تک عالم امر کے جوہر غم کے تقصیر بیان۔	۱۱۹	علامہ حاجی محمد لاہوری کو لکھا۔
۱۲۳	لغوی کرشمیت سے بے بہرہ جس عالم امر کی حقیقت سے بالکل ناہیا ہے۔ وہ جو جوہر غم تباہ کرتا ہے عالم خلق سے تعلق رکھتے ہیں۔	۱۱۹	علامہ سود کی مذمت کے بیان میں جو محبت دنیا میں گرفتاری اور جنہوں نے علم کے حصول کو دنیا کا ذریعہ بنا رکھا ہے۔ اور علم زاد کی طرح میں جو دنیا سے بے رغبت ہیں۔
۱۲۳	حق اور غم کا حال جسے فلاسفہ مجرورات میں شمار کرتے ہیں۔	۱۱۹	وہیں کی تائید و تقویت بعض واقعات اہل فہم اور باب غم سے بھی ہوجاتی ہے۔
۱۲۳	عالم امر کی ابتداء و مزید تکیب سے ہے اور	۱۲۰	یہ علم ان کے حق مضرب ہے جنہوں نے اس کو کینی دنیا کے حصول کا ذریعہ بنایا ہے
		۱۲۰	دنیا حق تعالیٰ کے نزدیک ذلیل و خوار ہے۔ ایک رنگ نے شہیدان یمن کو فانی کیا

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۲۳	محبت فراق کے بیان میں۔ اس مقام میں	۱۲۳	اس کی انتہا مقام اشقی پر ہے الم
۱۲۴	انعام و ایلام برابر ہے۔	۱۲۳	ان جو اہر غم سے واقف ہوتا اور ان کے
۱۲۴	سیر و سلوک سے مقصود نفس مارہ کا تذکرہ ہے	۱۲۳	حقائق سے مطلع ہونا حضور علیہ السلام کے کامل تابعین
۱۲۴	تاکر آکر باطل کی عبادت سے نجات میسر آئے۔	۱۲۳	کو نصیب ہوتا ہے۔
۱۲۴	مقربین تعذیب سے بھی اسی طریقہ سے نجات	۱۲۳	عالم صغیر یعنی انسان میں ان تمام چیزوں کا
۱۲۴	ہوتے ہیں جس طرح انعام سے۔ اگر بہشت کی	۱۲۳	نمونہ موجود ہے جو عالم کبیر میں پائی جاتی ہیں۔
۱۲۴	طلب ہے تو اس وجہ سے کہ وہ عمل رضا ہے۔	۱۲۳	عالم کبیر کے ان خواہر کا مہر و عرش مجید ہے
۱۲۴	جو چیز محبوب کی طرف سے آتی ہے وہ	۱۲۳	جس طرح انسان کا دل ہے اسی جیسے دل کو عرش
۱۲۴	ان بزرگوں کو دل و جان سے مرغوب ہے اور	۱۲۳	اللہ کہتے ہیں۔
۱۲۵	عین مطلوب۔ انخاص کی تحقیقت اس مقام پر	۱۲۳	عالم کبیر میں عالم خلقی اور عالم امر کے درمیان
۱۲۵	میسر آتی ہے۔	۱۲۳	عرش برزخ ہے۔
۱۲۵	محبت ذاتی کا بیان جس کے بغیر معاشرہ خالی	۱۲۳	عالم صغیر میں طلب و دونوں عالموں کے درمیان
۱۲۵	میں ہے۔	۱۲۳	برزخ ہے۔
۱۲۵	مکتوب نمبر ۳۴	۱۲۳	ان جو اہر غم سے واقفیت کامل اولیاء اللہ
۱۲۵	یہ مکتوب بھی حاجی محمد لاہوری کو لکھا۔	۱۲۳	کو حاصل ہے۔
۱۲۵	اس بیان میں کہ شریعت تمام اخروی اور	۱۲۳	جس شخص کی نظر مرتبہ وجوب تک پہنچی جاتی
۱۲۵	دنوی سعادتوں کی تکمیل ہے۔	۱۲۳	ہے اسے ان جو اہر غم سے انصاف بھی نظر آ
۱۲۶	شریعت کے میں برزخ میں علم، عمل، انطواء	۱۲۳	جاتے ہیں۔
۱۲۶	جب تک یہ موجود نہ ہوں شریعت کا وجود نہیں	۱۲۳	عالم امر کے حقائق ظاہر کرنے سے منع
۱۲۶	ہو سکتا۔	۱۲۳	کرنے کا سبب جو اہر غم سے تقدس تک کچھ قدر
۱۲۶	طریقت و تحقیقت جس کے ساتھ صوفیاء	۱۲۳	ہیں ان۔
۱۲۶	ہیں دونوں شریعت کی خادم ہیں۔	۱۲۳	ان چند خواہر کی ابتداء صفات اضافہ
۱۲۶	تینوں قسم کی تجلیات سے گزار کر برزخوں	۱۲۳	سے جوتی ہے۔ اور قلب کا ان کے ساتھ
۱۲۶	میں سے ایک کو انطواء اور رضا کے مقام	۱۲۳	تعلق ہے۔ ان سے اوپر صفات حقیقہ ہیں اور
۱۲۶	تک پہنچاتے ہیں۔	۱۲۳	وہ دائرہ ذات میں داخل ہیں۔
۱۲۶	کوۃ اندیش لوگ احوال و مواجہہ کو مفاد	۱۲۳	تجلیات ذاتیہ کی تعریف۔
۱۲۶	خیال کرتے ہیں۔ اور کمالات شریعت سے محروم	۱۲۳	مکتوب نمبر ۳۵
۱۲۶	رہتے ہیں۔ الخ	۱۲۳	یہ مکتوب بھی حاجی محمد لاہوری کو لکھا۔

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۲۸	مکتوب نمبر ۳۷	۱۲۸	مکتوب نمبر ۳۸
۱۲۸	یہ نفعی اولاد تقلید اور آخر میں جا کر تحقیق	۱۲۸	یہ مکتوب بھی شیخ محمد چری کو لکھا۔
۱۲۸	جن ارباب سلوک نے نہایت کانتک نہ	۱۲۸	انتباہ سنت سنید کی تقریریں و تفسیر کے
۱۲۸	پیشہ کے باعث چوں کو یہ چوں تصور کریا	۱۲۸	بیان میں۔
۱۲۸	ہے ارباب تقلید کی مہر ہے ان سے بہتر ہیں۔	۱۲۸	ان بزرگوں کا طریقہ کبریت احمد ہے۔
۱۲۸	ان کا مقصد غیر صریح کشف ہے۔	۱۲۸	قدت و دانتک علوم و معارف اور احوال و
۱۲۸	یہ جماعت فی الحقیقت ذات کی منکر ہے۔	۱۲۸	مقامات بارش کی مانند برستے رہے الخ
۱۲۸	امام اعظم رحمہ اللہ علیہ کے قول ما بعد ذاک	۱۲۸	اب سنتوں میں سے کسی ایک سنت کے
۱۲۸	حق جادک و مکن عرف ذاک حق سر فک کا معنی	۱۲۸	ایجاد و زعم کرنے کی ہی صورت آرزو ہے۔
۱۳۰	عام و خاص اور جہتہ دی او شتی کے بیان	۱۲۸	اپنے باطن کو خواجگان نقشبندی کی نسبت سے
۱۳۰	فرق۔	۱۲۸	مسموم رکھنا چاہیے۔ اور اپنے ظاہر کو مسموم ظاہر
۱۳۰	معرفت میں متنی لوگوں کے عقیدوں کی ایک	۱۲۸	کی متابعت سے آراستہ رکھنا چاہیے۔
۱۳۰	دوسرے بر فضیلت۔	۱۲۸	پانچویں نمازیں اول وقت میں ادا کریں۔
۱۳۰	میں چاہتا تھا کہ اپنی بے حاصلی اور نامداری	۱۲۸	سوائے موسم سرما کی عشا کے۔
۱۳۰	اور بے استقامتی کو نکھوں۔	۱۲۸	مکتوب نمبر ۳۸
۱۳۰	بلکہ بہت اس کی اجازت نہیں دیتی کہ	۱۲۸	یہ مکتوب بھی شیخ محمد چری کو لکھا۔
۱۳۰	مغلی سہیلوں کی طرف توجہ کرے۔	۱۲۸	واجب قتالی کی ذات جہت میں گرفتاری
۱۳۰	بندہ اگر کچھ کہتا ہے تو اس کی طرف سے	۱۲۸	کے بیان میں جو اسماء و صفات کے اعتبار اور
۱۳۰	نکھتا ہے۔ اگر یہ کچھ نہیں کہتا۔	۱۲۸	شیعوں و اقبالیات سے منزعہ ہے۔
۱۳۰	شہود ذاتی جو بعض اکابر کی عبارات میں	۱۲۸	الذنا و سیدہ جماعت کی مذمت میں
۱۳۰	واقع ہوا ہے۔ نارسیدہ لوگوں کے لیے	۱۲۸	مشکلیں کے قول لا جو ولا غیر کا معنی اسس
۱۳۰	اس کا کھنا محال ہے۔	۱۲۸	ذات کو سلوک کے علاوہ کسی اور طرح تعبیر نہیں
۱۳۱	الفاظ جو الفاظ ہر جواب باطن سے توحید	۱۲۸	کیا جاسکتا۔
۱۳۱	وجودی نہ سمجھنے کا بیان۔ اور اس معنی میں علم	۱۲۸	فاسک زبان میں خدا تعالیٰ کے قول نہیں
۱۳۱	کے ساتھ موافقت۔	۱۲۸	یکدل شے کا ترجمہ۔
۱۳۱	جو کچھ ان لوگوں پر لازم و ضروری ہے	۱۲۸	علم شہود اور معرفت کے لیے اس ذات
۱۳۱	ہے کہ ادا نہ تو ایسی کی بجا آوری میں گوشاں	۱۲۸	سبحانہ کی طرف کوئی راہ نہیں۔
۱۳۱	نہیں۔	۱۲۸	جو کچھ بھی لوگ جانتے یا دیکھتے یا سمجھتے

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۳۶	تجلی احوال اعمال صالحہ کے بغیر میر نہیں آ سکتے۔ بغیر اعمال صالحہ دل کی درستگی کا دعویٰ ملحد لوگ کرتے ہیں۔	۱۳۱	خدا اور محبت ذاتی کے بغیر اخلاص نہیں نہیں آ سکتا۔
۱۳۴	مکتوب نمبر ۳۸	۱۳۱	مقامات عشرہ کو حاصل کرنا چاہیئے۔
۱۳۳	یہ مکتوب بھی شیخ محمد چیری کو لکھا۔	-	خدا وہی چیز ہے مگر اس کے مقدمات اور
۱۳۳	مقام اخلاص کے حاصل کرنے کے بیان میں متنازل بن نہ وسلوک کے کرنے کے بعد معلوم ہوا کہ اس سیر وسلوک سے مقصود مقام اخلاص کا حاصل کرنا ہے۔	۱۳۱	مبادی کسب سے تعلق رکھتے ہیں
۱۳۳	شریعت کے عین اجزاء ہیں۔ علم و عمل اور اخلاص۔ طریقت و حقیقت۔ تیسرے جہز کی تکمیل میں شریعت کے غاوم ہیں اصل بات یہی ہے لیکن ہر ایک کی سمجھ یہاں نہیں پہنچتی اکثر لوگ خواب و خیال میں آرام کر رہے ہیں۔ کمالات شریعت کو کیا جانیں۔	۱۳۱	بعض حضرات کوریاضات و مجاہدات اور کسب مقدمات کے بغیر بھی حقیقت فنا سے مشرف کر دیا جاتا ہے پھر نمائۃ النساء پر روک دیتے ہیں یا تمہیل کی خاطر عالم کی طرف نہیں کرتے ہیں۔
۱۳۳	وہابی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ و صحبہ اجمعین۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔ آمین۔	۱۳۲	کیا وہ علماء اور صلحاء جو فنا سے مشرف نہیں ترک اخلاص سے گناہگار ہو گئے۔ اس
		۱۳۲	شہ کا جواب۔
		۱۳۲	مکتوب نمبر ۳۹
			یہ مکتوب بھی شیخ محمد چیری کو لکھا کلام کا
			دار و مدار قلب کی اصلاح پر ہے۔ صوری اعمال اور جسمی عبادات سے حقیقت میں ماہر تکشف نہیں ہوتی۔
		۱۳۲	دل کی سلامتی اور اعمال صالحہ دونوں کا یوں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مقدمہ

از حکیم محمد موسیٰ امرتسری

امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی نقشبندی، سرہندی قدس سرہ السامی۔
 ومتوفی ۱۰۰۸ھ کے مکتوبات شریف، کتب نقصوت میں نہایت بلند درجہ رکھتے ہیں حضرت شیخ نے
 ان کو مجدد انہ شان اور مجددانہ انداز میں تحریر فرمایا ہے۔ اور ان میں بیان فرمودہ امر اور معارف کو ملاحظہ کر کے
 یہ یقین ہو جاتا ہے کہ حضرت شیخ اس فن میں درجہ امامت و مقام اجتماع پر فائز ہیں

مکتوبات قدسیہ میں زیادہ تعداد ایسے نکات کی ہے، جو مسائل شریعت و طریقت اور حقیقت و صوفیت
 پر مشتمل ہیں۔ اور بعض میں مصلحتانہ اور مجددانہ انداز میں جاوہ فریقت سے جڑے ہوئے صوفیانہ غلط روئش
 اور ان کے پالندہ افعال پر تنقید کی گئی ہے۔ علماء سنی جاہ پسندی سے اسلام کو جو نقصان ظہر پہنچ رہا
 تھا، اس پر اعلیٰات سے کیا گیا ہے۔ اکبر بادشاہ اور اس کے علماء، امراء و صوفیہ کو متوجہ کیا گیا ہے۔ ہندوؤں
 کے میل جول سے مسلمانوں میں جو قبیح رسوم رائج ہو گئی تھیں، ان سے اعتنا اور بدعت کو جو کر کے سنت کو
 زندہ کرنے کی ترغیب دلائی گئی ہے۔ بغیر مقلد شیخ مبارک کے شیخوں ابو الفضل اور فیضی کے علماء خیالات
 اور ناپاک عزائم کے اثرات بد، رد افش، خوارج، نو اصب و دیگر فرق باطلہ کے بڑے عقائد کے مفاسد و
 مضار کے استیصال کی کوشش کی گئی ہے تفصیلیہ کو اہل سنت و جماعت سے خارج بتایا گیا ہے۔ عقائد
 اہل سنت پر پڑیگی سے کار بند رہتے ہوئے حضرات اہل بیت شیخین و خنسنین اور مجدد صاحب کرام رضوان اللہ
 تعالیٰ علیہم اجمعین کی محبت و احترام کو سبق دیا گیا ہے۔ بغرض کہ سیکڑوں مسائل شریعت و طریقت پر روشنی
 ڈالی گئی ہے۔ اور ہر مکتوب کا لب لباب یہی ہے کہ اسلام کو زندگی کے ہر شعبہ پر عمل طور پر نافذ کیا جائے۔
 شریعت کو طریقت پر مقدم رکھا جائے جو طریقت مخالف شریعت ہے وہ احماد و زندہ ہے۔

۱۰ مسائل نقصوت میں۔ ۱۱ حضرت مجدد الف ثانی و جلالہ کے تہذیبی کارناموں کی اہمیت و عظمت تب

حضرت شیخ مجدد و علی المرتضیٰ و المغیران کی تصانیف اور علوم و معارف کے مختلف مدارج ہیں۔ اور مکتوبات شریف میں بھی یہ مدارج موجود ہیں، جو مکاتب تبلیغی احمدی حقیقی ہیں، وہ عام فہم ہیں اور جو مسائل توف پر گئے تھے ہیں، ان میں سے بعض بہت زیادہ دقیق ہیں۔ اس سلسلے میں شیخ بدرالدین سرہندی رحمہ اللہ کا تبصرہ نہایت بصیرت افروز ہے و صوفیہ:

”واضح ہو کہ مجدد فیاض سے باطن شریف آنجناب پر جو کچھ معارف و اسرار مخصوصہ وارد آتے تھے، ان کی چند قسمیں ہیں:

— ایک قسم ایسی ہے کہ آنجناب قدس سرہ کبھی ان کو زبان فیض ترجمان پر نہ لائے، اور رنیز اشارہ سے بھی کبھی ظاہر نہ کیا۔ مثلاً تاویل مقطعات و مشابہات قرآنی کہ آنجناب پر آشکارا تھے۔ دوسری قسم وہ ہے کہ ان کا اظہار صرف اپنے صاحبزادوں سے خاص طور پر فرمایا، اور دوسرے اشخاص کو اس میں شریک نہیں فرمایا، اور نہ ہی وہ معروض تقریر میں لائے گئے۔

تیسری قسم کے وہ معارف ہیں، جن کو آپ نے اپنے ان سرمدوں سے جو مہربان راز و کالمیں اصحاب تھے، بیان کیا۔ اور ان کے اظہار کے وقت غلویت خاص ہوتی تھی اور مدارج بند کر لیے جاتے تھے، اور اگر اتفاقاً کوئی شخص آجاتا تو سکوت اختیار فرماتے اور روٹے سخن بدل دیتے اور بقیہ اسرار کو اور کسی وقت بیان فرماتے تھے۔ یہ معارف حتی الامکان تحریر نہیں کیے جاتے تھے۔ مگر جب کوئی محرم راز التماس کرتا تو بہ لحاظ اجابت سوال ایسے طریقے سے تحریر فرماتے کہ ہر کوئی شخص اس کا اور لگا نہ کر سکے۔

چوتھی قسم یہ ہے کہ بہ التماس سائل یا بہ نیت افادۃ طالبان علم و شوقاً تحریر کیے گئے۔

رسائل و مکاتیب و فتاویٰ ثلاثہ و افراسیاسات ان ہی اسرار قسم چہارم پر مشتمل ہیں اور بہ معرفت اہل کے

ہی بڑے طور پر رائج ہو سکتی ہے، جبکہ کبریٰ و ود کے بعد از عقائد اور ماحول سے کما حقہ واقفیت حاصل کر کے جانے اس موضوع پر محکم محرم پر و قیصر محمد واسط صاحب استاد شیعہ تاریخ پنجاب بر بنیاد علمی کی تحقیقی کتاب دین الہی اور اس کا پس منظر جو حال ہی میں دہلی اور لاہور سے شائع ہوئی ہے، کا مطالعہ از حد ضروری ہے۔ فاضل شرف نے اس دور کے متجددین بالخصوص شیخ محمد اکرم کے مجدد صاحب پر استحضات کے ثنائی جوابات دے دیے ہیں۔ پر و قیصر محمد صاحب نے یہ کتاب لکھ کر تاریخ اور دین اسلام کی عظیم خدمت کی ہے جزاء اللہ۔ ۱۲

۱۳ شیخ بدرالدین سرہندی خلیفہ حضرت شیخ مجدد کے حالات کے لیے ۱۱ احضرات القدس و قدس و قدس

اور در وقت القیوم ملاحظہ ہو۔

جہاں عدل کے لیے شفا اور محکموں کے لیے وصال ہے۔

خدا آگے چل کر لکھتے ہیں:-

نیز آپ کے رسائل مثل "مبدأ و معاد" اور "عارف لذیہ" کہ آپ کے احوال و مقامات خاصہ کو متضمن

ہیں۔۔۔۔۔ اور رسالہ "مکاشفات غیبیہ" رسالہ "اثبات النبوت" رسالہ "آداب المریدین"

"شرح رباعیات حضرت خواجہ" "تعلیقات عوارف" اور "رسالہ وعدہ مستعدہ" وغیرہ بھی اسرار

قہر چارم میں سے ہیں۔

اس کے بعد قسم چارم کی پرمعارف تصانیف، جن میں مکاتیب قدسیہ بھی شامل ہیں، کے علوشان اور

ان کی جامعیت کو اس طرح بیان کیا ہے:-

"بطحاظ مطالب کی باریکیوں اور ہدایتوں کے دقائق اور اسرار کی تحقیق اور حالات و اشارات

کی توفیق کے، آن جناب قدس سرہ کے علوشان اور رخصت مکان و بلندی مراتب پر کرامت کاملہ

اور آیت قاطعہ ہیں کشف حقائق الہی میں جو کچھ باریکیاں اور نازک میانیاں آن جناب قدس سرہ کے

کی ہیں۔ اکابر ملہ و مشائخ اس کے شیعہ فتنہ ہیں۔ اور جو کچھ دقائق متعلق بہ حضرات عظام و تقریر

وجودی و شعودی اور شادہ و مکاشفہ اور یقین و ایمان، غیبیہ بیان، اطوار سید و طہور انوار مختلف

و تجلیات متکلفہ و غیر متکلفہ و جمیع بین التشبیہ و التفسیر، و تشریحہ صریحہ و خفا یا فی المطلق ضلال

تقیسات و تہل برقی و دوامی و معاملہ و درجہ و تہل، شکر و صحو و علوم وراثت و غیر وراثت اور طاعت

کی قسموں کی تحقیق یعنی صغریٰ و کبریٰ و علیا و مقام بہرمت و رسالت و صدیقیت و قرابت و مملی و

تمدنی و محبت و غفلت اور دیجات بعدہ متابعت و حدیث صباحت و ملاحت و جمع و در بیان ہرود

اور سیر آفاق و انفسی اور سیر یا و داہ آفاق و انفسی میں آن جناب نے بیان فرمائے ہیں وہ عقل منڈی

پنظار ہو جویا ہیں۔ صرف یہی علوم و معارف جو تحریر فرمائے گئے، وہ مقرر مقال انصاحت و بخت

کے لحاظ سے ستریزہ اعجاز میں داخل ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ ابانے روزگار اس کی نظیر پیش کرنے سے

عاجز ہیں۔۔۔۔۔ اور جب خلوت میں زبان الہام ترجمان سے بیان کرتے تھے، تو اود ہی حال

دار و ہوتا تھا۔ گویا سر قلمات "قال" ہیں۔ اور ملفوظات "حال" و بیان معرفت ہیں احدیہ

اتقاء نسبت و اعطاعت ہیں۔

۴۴ حضرات القدس مترجم اردو دفتر دوم ص ۱۰۸

۴۵ حضرات القدس دفتر دوم ص ۱۰۹

جمع کیا۔ مکتوب ۱۳ میں حضرت شیخ مجدد کا ارشاد نقل ہے کہ اس دفتر کو اسی مکتوب پر ختم کریں اور ۱۳۱۳ کے
عدو کی رعایت کریں کیونکہ پیغمبر ابن مرسل، صاحب اہل بدر کی تعداد کے مطابق ہے۔ اور دفتر دوم کے دیباچے
میں تحریر ہے :-

”چوں جلد اول مکتوبات پر عدد سہ صد و تیسزہ مکتوب رسید حضرت ایشان سکنۃ اللہ تعالیٰ
فرمودند کہ بر ہمیں عدد ختم کنند کہ موافق عدد پیغمبر ابن مرسل است صلوات اللہ تعالیٰ علی
نبینا و علیٰ آلہ و سلم و نیز موافق عدد اہل بدر است رضوان اللہ تعالیٰ علیکم اجمعین تبرکاً و تینا
بر اس عدد ختم نموده آمد“

مکتوب ۱۳۱۳ میں جو خواجہ محمد ہاشم کشمی رحمۃ اللہ کے نام ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ اس کے بلند جزوہ
محمد صادق علیہ الرحمۃ (متوفی ۱۰۲۵ھ) فرزند اکبر حضرت مجدد دس سرہ، کے وہ تین مریضے جو انہوں
نے حضرت مجدد کی خدمت عالیہ میں لکھے تھے، وہ بھی شامل کر دیے جائیں تاکہ ان مریض کے ٹھٹھے
و اسے صاحب زادہ محمد صادق کے حق میں دعا مانگے تیر کریں حضرت کے ارشاد گرامی کے مطابق دفتر
اول کے آخر میں یہ تین مریضے بھی شامل کر دیے گئے۔

دوسرا دفتر جس کا تاریخی نام ”نور المخلوق“ ہے۔ اس میں اسماء حسنی کے مطابق کل ۹۹ مکتوبات
ہیں۔ اس دفتر کے جامع خواجہ عبدالحی ابن خواجہ چاکر حصارلی (رحمۃ اللہ) ہیں جناب مرتب دیباچہ دفتر
دوم میں لکھتے ہیں کہ اس دفتر کی تدوین و ترتیب کا کام میں نے حضرت خواجہ محمد معصوم (متوفی ۱۰۶۹ھ) کے
حکم سے کیا ہے۔ ————— دفتر سوم کے دیباچے میں لکھا ہے :

”چوں اس جلد پر نوہونہ مکتوب رسید کہ مطابق اسماء حسنی است برہما ختم شد و در سال
۱۰۶۱ (کلا تاریخ آں از ”نور المخلوق“ ہویدا است“

تیسرا دفتر ”صوفیہ الحقائق“ کے نام سے موسوم ہے۔ اس کے جامع خواجہ محمد ہاشم کشمی برہان پور
رحمۃ اللہ فرید حضرت امام ربانی قدس سرہ ہیں۔ انہوں نے اس دفتر کو حضرت امام ربانی کی خدمت میں لے کر
مدون کیا۔ اس کے دیباچے میں لکھا ہے کہ مطابق عدد سورۃ قرآنی ۱۱ مکتوبات ہیں سال اتمام جلد ثالث
لفظ ”الذات“ سے برآء کیا ہے۔ مگر واقعہً اس دفتر میں ۱۲۴ مکتوبات ہیں۔ اور بعض نسخوں میں کم ہیں
طبع نوکلشور کے چھپے ایڈیشن میں صرف ۱۲۲ ہیں۔ اور ایک میں ۱۲۳۔

شیخ کے فرید جو چٹکے تھے۔ فرق و امتیاز کی خاطر مرید سابق کو ”قدیم“ اور ان کو ”جدید“ لکھتے ہیں طالبان
ایران کے ایک شہر کا نام ہے۔

اس دفتر کے مکتوب ۱۱۵ کے حاشیہ میں حضرت مولانا نور احمد مرحوم عشی مکتوبات لکھتے ہیں:-
 "ہاں کہ وہ خطبہ اس جلد مصرع سنت کہ جلد مکاتیب اس جلد یک صد چاروہ اند مطابق غلو مکتوب
 قرآن پس اس میں مکاتیب اخیرہ امی جلد شاید بعد ازاں بعد مزی توسیع آمدہ باشد و ملحق شدہ
 فاقم واللہ اعلم"

پھر مکتوب ۱۲۴ کے حاشیہ میں یہ لکھا ہے:-

"ہاں کہ اس مکتوب در بعض نسخ خطبہ یافتہ شد فاعلمناہ وجعلناہ خاتمہ المکاتیب حضرت
 خواجہ محمد معصوم قدس سرہ نسبت بایں مکتوب فرمودہ اند کہ ایں مکتوب داخل جلد اپنے مکتوب آتا
 قدس آیات نہ شدہ"

حضرت شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مکتوب ۱۲۴ حقیقت کبیر کے اسرار کے بیان میں ہے حضرت
 خواجہ محمد معصوم رحمہ اللہ نے بھی اسی مضمون کا ایک خط مرزا امان اللہ بریلوان پوری کے نام لکھا ہے۔ اس
 میں اپنے والد گرامی کے مذکورہ بالا مکتوب کا حوالہ دیتے ہوئے یہ تحریر کیا ہے:-

"حضرتوا ایشان ما - قَدْ سَمِعْنَا اللَّهَ نَسْبَحُكَ لَيْسَ بِالْأَقْدَسِ - وہ مکتوبیکہ داخل
 سر جلد مکتوبات نیست انوشہ اند . . ."

حضرت مولانا نور احمد نے حضرت خواجہ کے اس ارشاد سے یہ اند کیا ہے کہ یہی مکتوب خاتمہ المکاتیب
 ہے جو شامل ہونے سے رہ گیا تھا۔ لیکن سمجھنا یہ چاہیے کہ دفتر سوم کے جو ۱۱ مکتوبات ہیں ان میں
 یہ شامل نہیں۔

دفتر سوم کے ساتھ ملحق ہونے والے مکاتیب کے بارے میں دفتر سوم کے جامع خواجہ محمد اشرف
 کشمی رحمہ اللہ کا بیان بہت واضح ہے۔ دھونڈا

"بعد از اتمام جلوت ثالث و مجموعی بندہ از استان بعض مکاتیب دیگر کہ شرفی دفتر چارم
 بود بطور آمدہ بود و منوذر بہ چارہ مکتوب تر رسید کہ آن ماہ چاروہ آسمان طہیبت رو
 در نقاب مغرب تراب کشیدہ قدس اللہ تعالیٰ و مرقا الا فوسا و کوسا مَضَّجَعُ"

۹ دفتر سوم و معرفۃ الحقائق حصہ نہم مکتوب ۱۱۵ ص ۱۰ طبع امرت سر۔

۱۰ دفتر سوم و معرفۃ الحقائق حصہ نہم مکتوب ۱۲۴ ص ۱۴ طبع امرت سر۔

۱۱ مکتوبات خواجہ محمد معصوم مطبوعہ ۱۸۸۶ء و مطبع نظامی کانیپور مکتوب ۲۲ ص ۴۱۔

۱۲ دفتر سوم کی تکمیل کے بعد یہ سر بند شریف سے چلے گئے تھے

المعطر بحرمہ سبید البشیر والصلوۃ والسلام علیہ علی آلہ واصحابہ اجمعین
الحی یوم المحشر ناچار اہل مکتوب را و اہل جلد ثالث نمود مشدد

خواجہ محمد ہاشم کے مشدد بالا بیان کی روشنی میں یہ سمجھنا چاہیے کہ تین مکتوب اور بھی ہیں جو مکتوبات
کے اکثر خطی نسخوں میں شامل نہیں ہو سکے واللہ اعلم بالصواب۔ اور یہ بھی واضح ہوتا ہے
کہ جس اہتمام کے ساتھ حضرت شیخ کی زندگی میں مکتوبات کے تین دفتروں کو محفوظ کیا گیا۔ بعد میں مسدس
تسویہ میں آنے والے مکاتیب کو اس اہتمام کے ساتھ جلد خطی نسخوں کے آخر میں شامل نہیں کرایا جا
سکا ورنہ کسی نسخہ میں کم اور کسی میں زیادہ کا سامان نظر نہ آتا۔ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمہ اللہ اور صاحب
”روضۃ القیومیہ“ خواجہ کمال الدین محمد احسان اللہ کے بیانات جو آئندہ ادراک پر نقل ہوں گے۔ ان سے
صاف ظاہر ہوتا ہے کہ غایتہ الکاتیب وہ مکتوب ہے جو امرتسر والے ایڈیشن اور پیش نظر ترجمہ میں ۱۲۲
بنام نور محمد تھامری ہے۔ مگر مولانا نور محمد نے مکتوب ۱۲۲ کو جو انہیں بعد میں بلا غایتہ الکاتیب قرار
دیا ہے۔ یہ تقدم و تاخر بے اہتمامی کی دلیل ہے۔

ہر دفتر مکتوبات شریف کی کل تعداد ۵۳۶ ہے۔ پہلے دفتر کے بیس مکتوبات وہ ہیں جو حضرت
شیخ مجدد نے اپنے مرشد خواجہ باقی باللہ رحمہ اللہ دفتروں ۱۱۲ھ کی خدمت میں ارسال کیے
وہ مکتوب حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ کے نام ہیں۔ اور ان کے بیٹے مولانا نور الحق کے
نام ایک طویل مکتوب ہے۔ ایک جہانگیر یا شاہ کے نام لکھا ہوا ہے۔ وہ مکتوب کسی معتقد قانون
اور ایک ہر دے رام ہندو کے نام ہے۔ جہانگیر کے دربار کے مستان امراتھارا کیوں کے نام بہت زیادہ
خطوط ہیں، جن میں سے خانی خاناں، خانی اعظم، خانی جہاں، مرزا داراب خاں، تلپ خاں، خواجہ جہاں
الادبیک اور سید فرید بخاری گورنر لاہور کے نام خاص طویل پر قابل ذکر ہیں۔ اسرار میں سے سب سے زیادہ
خطوط نواب سید فرید بخاری کے نام ہیں۔ بقیہ اپنے فرزند ان گرامی قدر، مریدین، معتقدین، معاصر علماء
اور شایخ کو لکھے ہوئے ہیں۔

مکتوبات مختصر مضامین پر مشتمل بھی ہیں اور اکثر بے حد طویل مباحث کا احاطہ کیے ہوئے ہیں۔
یہ طویل مکتوبات رسائل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اور حضرت مجدد کے انداز تحریر اور زور بیان کا یہ عالم
ہے کہ فیضانِ نبوت فاروقی کے دھارے سے بہ رہے ہیں۔ ہر ایک سطر سے عیاں ہوتا ہے کہ لگ بھگ فاروقی
جہش میں اور غیرت ایمانی جوش میں ہے۔

۱۱۱۱ زبدۃ القامات محبوبہ نگشت و کشتوں میں ۲۴۱۔

استدراک

جناب ملک حسن علی صاحب دہلی - اسے جامعہ نے لکھا ہے :-

آخری مکتوب ۱۳۳ جولہ مجددہ نقادی کے نام ہے، بعض مبصرین اسے جعلی اور ممنوعی قسار دیتے ہیں۔ کیونکہ اس مضمون اور مکتوب کی بعض باتیں خلاف شرع اور خلاف مشرب حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

ملک صاحب جو علامہ ابن تیمیہ کی تعلیمات کے عاشق صادق ہیں، نے محض اپنے ذاتی خیالات و معتقدات کی بنا پر اس پر حقائق و معارف مکتوب کو جعلی اور خلاف شریعت ٹھہرایا ہے۔ ملک صاحب کو نیز مکتوب اس لیے خلاف شریعت نظر آیا کہ اس میں مدارج ولایت بیان کرتے ہوئے حضرات ائمہ اشنا مشر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو قطیعت کے درجہ خاص پر نازل تسلیم کیا گیا ہے۔ اور بتایا گیا ہے کہ ان حضرات کے بعد حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو یہ مقام و منصب عطا ہوا۔ اور تاہیں دم نما و اسلمین و کاملین کو ان ہی کے ذریعے فیض پہنچتا ہے۔ اور شیخ مجدد رحمہ اللہ، حضرت مشاہو جیلان قدس سرہ کے نائب مناب ہیں۔ یہ حقائق حضرت غوث اعظم رحمہ اللہ علیہ کی بیعت۔

أَفَلَتَ شُمُوسُ الْأَوَّلِينَ وَ شَمْسُنَا
أَبَدًا عَلَى أَفْنِ الْعُلَى لَا تَغْرُبُ

ترجمہ: پہلوں کے آفتاب غروب ہو گئے اور ہمارا آفتاب انتہائی بلند یوں رہے۔ اور کبھی غروب نہ ہوگا۔

کی تشریح کرتے ہوئے بیان کیے ہیں۔ علامہ ابن تیمیہ کے ”نظریہ مجدد و میت“ اور ”توحید خالص“ کے سلسلہ راقم نے ملک صاحب کو خط لکھ کر دریافت کیا کہ ان ”مبصرین“ کے نام بتائیے جنہوں نے اس مکتوب کو جعلی اور خلاف شریعت قرار دیا ہے، ملک صاحب نے جواب میں لکھا کہ ”مولانا کریم بخش صاحب پروفیسر عربی گورنمنٹ کالج لاہور نے اپنی کتاب تعلیمات امام اہل سنت میں یہ تحقیق پیش کی ہے۔“ ایک سواری کریم بخش ”مبصرین“ ہو گئے یا العجب!

سلسلہ تعلیمات مجددہ - ص ۴۸

علامہ شیخ ابن تیمیہ حجازی کے ”نظریہ مجدد و میت“ پر علامہ مناظر احسن گیلانی نے خوب تبصرہ کیا ہے۔ ملاحظہ ہو ”مقالات احسانی“ مطبوعہ کراچی۔ اس نظریہ کے تحت حضرت شیخ مجدد کے اکثر وہ نظریات جن کی بنیاد کشف و

عالم شخص کو ایسی باتیں ضرور خلاف شرع نظر آئیں گی۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ اس مسئلے کو جملہ سلاسل کے اولیا و اولاد اور علماء اہل سنت نے تسلیم کیا ہے۔ اور تمام مشائخ سلسلہ مجددیہ نے شیخ مجدد قدس سرہ کے اس کلام کو دل و جان سے مانا ہے۔ اور کسی نے بھی حضرت کے اس خط کو جعلی اور خلاف شریعت قرار نہیں دیا صاحب "روضۃ القیومیہ" اور حضرت خواجہ محمد معصوم رحمہ اللہ نے اس مکتوب کے ظہور میں آنے کا سبب بتایا ہے۔ چیلہ "روضۃ القیومیہ" کی تصریح ملاحظہ ہو۔

"ایام مرضی (وفات) میں ایک مہینہ آنحضرت نے فرمایا کہ آج حضرت غوث الاعظم تشریف فرما ہو کر فرماتے ہیں کہ لوگ میرے اس شعر:

أَفَلَنْتَ شَعْمُوسَ الْأَوَّلِينَ وَشَنْسَنَا
أَبَدًا عَلَى أَفْنَى الْعُلَى لَا تَغْرَابُ

کے معنوں کی بابت حیران ہیں۔ اگر آپ اس کا حال کہیں تو آپ کو اس مرض سے صحت ہو جائے گی۔ چونکہ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کو لقمے پر درود لگا کر شوق بہت تھا۔ اس لیے بہ کثرت شوق آپ آب دیدہ ہوئے۔ اور یہ دعا اَللّٰهُمَّ الرَّحِيْمُ الْاَعْلٰی بار بار پڑھتے اور فرماتے کہ طبیب گروے کو تم لا علاج ہو تو میں بہت سارے دویہ راہنہ میں صرف کروں۔ مرض موت میں اُن حضرت نے قیوم ثانی معصوم ثانی کو وصیت فرمائی کہ مذکورہ بالا شعر کا اصل ضرور لکھنا اور خود زبان مبارک سے اس کی تشریح کرو گی۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے آنجناب کی اس وصیت کو آپ کی طرف اسی کے دونوں میں پورا کیا اور مکتوبات کی تیسری جلد میں داخل فرمایا

مشاہدے پر ہے، غلط فہم رہے ہیں۔ اور ان کی کلامات و خوارق عادات جو ان کے خلفاء نے بیان کی ہیں وہ بے حقیقت ہو کر رہ جاتی ہیں۔ اور دیگر تحقیقات بھی علامہ کی "نکھرہی جوئی توحید" کے معیار پر ہرگز پوری نہیں آئیں۔ چنانچہ علامہ مسز عالم مدنی نے جرات و دہانہ سے کام لیتے ہوئے صاف لکھا ہے:

"تعدوت و سلوک و تزکیہ کے بارے میں عاجز نے مطالعہ کے بعد اور انشراح صدر کے ساتھ ایک سلک اختیار کیا ہے۔ اپنی طبیعت و مزاج کے لحاظ سے صرف امام ابن تیمیہ (ف ۷۲۸ھ) کی نکھرہی جوئی توحید دل کو لگتی ہے اور تو اور ابن تیمیہ (ف ۷۲۸ھ) کے ہاں بھی کمزوری محسوس ہوتی ہے۔

دو بارہ مکتوب سید سلیمان ندوی بنام مسعود عالم ندوی مطلوبہ علامہ جو مکتبہ حقانیہ ہے کہ مسعود عالم ندوی صاحب نے جملہ مقلدان ابن تیمیہ کے ضمیمہ کی ترجمانی کر دی ہے۔ اور جب یہ معیار قائم کر لیا گیا ہے تو حضرت مجدد کا نام کیوں دیا جاتا ہے۔ یہ ہر جگہ انجرامی جامعہ پر شش ماہی من المادہ قد مت لایم شفا سم۔

چنانچہ اس جلد کے اخیر میں درج ہے جو مکتوب شیخ نور محمد تنہاوی کے نام ہے۔
اس کے بعد آنحضرت کو چند روز کے لیے صحت ظاہری نصیب ہوئی جو صحت میں بھی حاصل
نہی تھا۔

اب حضرت خواجہ محمد معصوم رحمہ اللہ کے اپنے بیان پر غور کیا جائے۔ وہ لکھتا ہے:-

در ایام نقاہت مرض پیشین می فرمودند کہ من مستغرق کلمات اہل بیت رسول صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وآلہ وسلم و در ان منصباً با کمال استبشار بیان می فرمودند کہ مراد باغ اہل بیت سر
دادہ اند و یہ عجائب غرائب آن موطن مشرف می سازند و شطری اذان و معرفت اعمار نیز
آوردند و بعضے خصائص و کمالات حضرت امیر اکرم اللہ تعالیٰ وجہہ کرم و دیدہ فکر و دہم اندیشہ
اذان خیرہ و دروہ است و مشروح ساقند و ہم چنین کمالات حضرت فاطمہ زہرا و حضرت حسین
رضی اللہ تعالیٰ عنہم بیان نمودند و علی ہذا القیاس کمالات سائر و اولادہ الیہ و فرمودند کہ بدین تقریب
کمالات و خصائص حضرات شیعین و حضرت ذی النورین را بیان نمودند و نسبت و منزلت ہر کدام
ازہم بظہا ئے اربعہ اہل بیت را باں سرور طیبہ و علی اکبر و صاحبہ الصلوٰۃ والسلام مشروح ساختند
و بعضے از خدمات فائزہ نمودند کہ بوقوع آمدہ نیز در میان آوردند و قدس از کمالات
حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی را ہم بیان کردند چنانچہ در بعضی اخیر این قدرہ حقیر را وصیت
بنوشتن بعضے ازین اسرار کہ قابل اظہار بود، نمودند چنانچہ این فقیر بہ مقتضائے وصیت
در ایام عزای آن حضرت بحسب فہم قاصر خویش با چشم گریاں و دل ریشخون مجبور و روضہ منور
نشدہ آن دیار نے نا شفعہ را در مسلک نظم و مین ترتیب دادہ، کشید و داخل مکتوبات تقدی
آیات آن حضرت گردانید۔ چنانچہ ختم مکتوبات بہ جہاں مرقومات مقرر گشت۔

مؤلفیہ روضۃ القیومیہ کی مساحت اور خواجہ محمد معصوم رحمہ اللہ کی شہادت سے روز روشن کی طرح واضح
ہو گیا ہے کہ اس مکتوب شریف کے معارف حضرت امام ربانی قدس سرہ کے بیان فرمودہ ہیں اور خواجہ
محمد معصوم نے حسب وصیت ان کو مرتب کر کے مکتوبات کے آخر میں شامل کر دیا تھا۔ اس حقیقت کے
واضح ہو جانے کے ساتھ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت کا یہ مکتوب بالکل آخری ہے۔ لہذا اس سبب سے
آخر میں درج ہونا چاہیے اور حضرت شیخ قدس سرہ کا یہ کلام اس وقت کا ہے جبکہ آپ کے مدائن علیا
۱۱۷ روضۃ القیومیہ۔

۱۱۷ مکتوبات خواجہ محمد معصوم مکتوب ۱۹۲ من ۳۷۷ مطبوعہ نظامی کراچی

میں نقطہ شروع پر تھے۔ اس خط کو جو فوراً محمد تھائی کے نام لکھا گیا ہے۔ یہ ظاہر کرتا ہے کہ انہوں نے کبھی حضرت غوث اعظم کی مذکورہ صمدیہ بیت کے معنی دریافت کیے ہوں گے۔ لہذا ان ہی کو مکتوب الیہ قرار دے دیا گیا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ حضرت نے کسی اور جگہ ان معارف کو بیان کیا ہے یا نہیں؟
”مکاشفات غیبیہ“ مجلد العن ثانی رحمہ اللہ مرتبہ خواجہ محمد ہاشم کشمیری، جس کے شروع میں جامع نے لکھا ہے کہ ”معارف آں اوراق از علوم سابقہ اند“۔ اس کے مکاشفہ ۱۶ کے اندر شروع ہے:

”باید دانست کہ واصول ذات الہی بزرگواران کہ یہ ”افراد“ ملقب اند نیز اقل قلیل اند و اکابر و اصحاب و ائمہ اثنا عشر اہل بیت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بایں دولت فاضل اند و از اکابر اولیائے قلب غوث الثقلین قطب ربانی محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی است قدس اللہ تعالیٰ سرہ اللہ قدس بایں دولت ممتاز اند و در بیں مقام شان خاص دارند کہ او بیا و دیگر ارازل خصوصیت قلیل النسیب اند ہمیں امتیاز فضلے باعث علو شان ایشان شدہ است۔ فرمودہ اند قدھی ہذہ علی اس قبۃ کئی ولی اللہ۔ اگرچہ دیگران را ہم فاضل و کرامات بسیار است اما قرب ایشان بآن خصوصیت از ہم زیادہ تر است۔ در شروع بآں کیفیت کہے بر ایشان فی رسدہ بالصواب و ائمہ اثنا عشر و بیں باب شاہک اند۔ ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء، واللہ ذو الفضل العظیم۔“

حضرت شیخ مجدد رضی اللہ عنہ کے اس مکاشفہ کے نقل کیے جانے کے بعد مزید کسی وضاحت کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ تاہم اس مسئلے میں چند اور بزرگوں کے حوالے اور آراء نقل کی جاتی ہیں۔ تاکہ شاہ شیخ فرمودہ کے حالات روشنی اندیز میں بایں الفاظ مرقوم ہیں! آپ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں، ملوک باطنی حاصل کر کے خلافت پائی۔ تیسری جلد کا آخری مکتوب آپ کے نام لکھا گیا ہے، جس میں مرض موت کے وقت حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شجر کی جو شرح بیان فرمائی، سند رسد ہے (ص ۳۳۹) بعض مکتوبات میں آپ کے نام کے ساتھ ”تماری“ لکھا ہے۔ مگر وفات القیومیہ مترجم اور بعض دوسری کتابوں میں ”ہماری“ تحریر ہے۔ ہماری صحیح معلوم ہوتا ہے۔

۱۹۔ سب کتابوں میں مکاشفات غیبیہ نام لکھا ہے۔ مگر ڈاکٹر غلام مصطفیٰ صاحب کا خیال ہے مینیہ صحیح ہے۔ مکاشفات غیبیہ (مینیہ) شائع کردہ ادارہ مجددیہ کراچی۔ ص ۴۰۔

ثابت ہو جائے کہ یہ اجماعی مسئلہ ہے۔

حضرت امام ربانی قدس سرہ کے نامور خلیفہ درباری سلسلہ آدمی حضرت سید آدم جوہری رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۵۲ھ) نے اپنی تصنیف "خلاصۃ المعارف" میں دہی کچھ لکھا ہے، جو ان کے مرشد نے ارشاد فرمایا ہے اللہ

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۶۶ھ) نے "المقالة الوفیہ فی النبیۃ العزیزہ" میں اپنے شاہ سے کو اسی طرح بیان کیا ہے۔ اور حضرت تھانی ثناء اللہ یانی ترقی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۲۵ھ) نے حضرت شاہ صاحب کے کلام کی تائید و تشریح اس طرح کی ہے :-

"آں چہ حضرت شیخ در قطبیت ائمہ اثنا عشر نوشتہ این مضمون را حضرت امام ربانی قلب محمدانی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ در شرح بیت حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ نوشتہ این مست بیت :

أَقْلَتُ شَمْسُوسَ الْأَقْلَمِينَ وَتَشْمُسَنَا
أَبَدًا عَلَى أَفْقِ الْحُلَى لَا تَعْرُبُ

وفیر آن را در و تشریح پر ہنہ "و تصنیف تھانی صاحب، نوشتہ ۲۲
سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے عظیم پیشوا شاہ غلام علی دہلوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۳۰ھ) نے حضرت شیخ مجدد کے اس مکتوب کا خلاصہ شیخ مجدد کے حوالے سے بیان کیا ہے ۲۲
عارف باللہ شاہ فقیر اللہ ملوی نقشبندی شکار پوری رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۹۵ھ) کے مکتوب

۲۱ خلاصۃ المعارف بحوالہ مکتوبات شاہ فقیر اللہ نقشبندی شکار پوری - ص ۲۰۵ — خلاصۃ المعارف
ابھی تک طبع نہیں ہوئی۔ اس کے خطوط ابھی کم یا ہیں۔ اس کی پہلی قسم و جلد، میرے ذاتی کتب خانے میں موجود ہے، جس کے ۱۶۴ اوراق ہیں۔ محمولہ بالا مضمون دوسری قسم و جلد میں مسطور ہے۔ جیسا کہ پہلی قسم کے ورق ۳۲ پر لکھا ہے۔

"بیان ابن چہار ولایت در باب دوم در فصل دوم در قول ثانی از قسم ثانی اس کتاب واضح و مفصل شدہ است"

خلاصۃ المعارف کا ایک نقلی نسخہ ذخیرہ شیرانی و افش گاہ پنجاب ۱۲۱۲ھ ق ۵۰۰ میں بھی موجود ہے۔ مگر میں یہ نسخہ اس وقت دیکھ نہیں سکا۔

۲۲ مجموعہ دیبا اربعہ مرتبہ نظام پرہیز محمد الوبی تاویلیم۔ ثلث سالہ کردہ شاہ ولی اللہ اکبر می

میں مکتوب بہت کم، ہر شتم و چل و خم اسی مسئلے پر ہیں اور ہر مکتوب ایک رسالے کی حیثیت رکھتا ہے۔
 حاجی فضل اللہ نقشبندی قدس سرہ الباقی دستوری مشتمل ہے، اسے اپنی تالیف "مدۃ النقاۃ"
 قدسی میں حضرت شیخ مجدد کے زیر بحث مکتوب کی عبارت نقل کر کے اس مسئلے کو نوکر کیا ہے۔
 اس مسئلے پر نقشبندی صوفیہ کی متعدد تحریروں میں اس وقت میرے پیش نظر ہیں۔ جن کے حوالے
 طوالت کا باعث ہوں گے۔ لہذا ذیل میں حضرت مرزا مظہر جان جاناں اور حضرت شاہ عبدالعزیز کے اشارات
 نقل کر دینے کا فیصلہ کرتا ہوں۔

حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ دستوری ۱۱۹۵ھ فرماتے ہیں:-
 "صوفیہ اہل سنت بر قطبیت دوازده امام صلوة اللہ علیہم متفق اند"

یہ ملحوظ ہے کہ جس طرح اہل فضیل نے حضرت علی اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے حالات اور
 تعلیمات کو اپنی کتابوں میں بالکل غلط انداز میں پیش کیا ہے۔ اسی طرح انہوں نے اثنا عشر رضی اللہ
 تعالیٰ عنہم کی تعلیمات کو تبدیل کر دیا ہوا ہے۔ اور لائق دوسرے گھڑت روایتیں ان کی طرف منسوب کر دی
 ہوئی ہیں۔ مگر اہل سنت و جماعت ان کے دعوائی حسب اہل میت اور ان کی وضعی روایات کے پس منظر
 سے پرہیز طور پر واقف ہونے کی بنا پر ان پر کان نہیں دھرتے اور اہل میت رسولی (صلی اللہ علیہ وسلم)
 اور اولاد علی رضی اللہ عنہم کی محبت کا دم بھرتے ہیں۔ یہ بھی واضح رہے کہ صوفیہ کے فقائد
 پر تاریخ اثر انداز نہیں ہوتی۔ کیونکہ وہ اپنے مشاہدات و مکاشفات کو نظر انداز نہیں کر سکتے اور حصولِ حقیقہ
 اور وصول مقام قرب ان کے بعد نظر رہتا ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ دستوری ۱۲۳۹ھ کا محضارہ و صوفیانہ ارشاد
 ملاحظہ ہو:-

"نیز انہ پیریں مثل حضرت سجاد و باقر و صادق و کاظم و رضا ہر معتقد ایمان و پیشوایان اہل سنت

۱۲۳۳ھ در المعارف فارسی و ملفوظات شاہ غلام علی ہنزہ شاہ رؤف احمد شائع کردہ مکتبہ اسلامیہ
 حجرات طبع مظہر گزہ صفحہ ۲۳۱- اور شاہ صاحب نے اسی مکتوب کا خلاصہ رسائل سبعہ میں اپنے
 قلم سے نقل کیا ہے۔

۱۲۳۴ھ مکتوبات شاہ فقیر اللہ مطبوعہ اسلامیہ شیم پریس لاہور

۱۲۵۵ھ مدۃ النقاۃ شائع کردہ خاتقاہ مجددیہ ٹنڈو سائیں داد (حیدرآباد) مطبوعہ ۱۳۵۵ھ ص ۱۲۰-

۱۲۵۶ھ نقاۃ مظہری مولفہ شاہ غلام علی دہلوی۔ مطبوعہ مطبع احمدی دہلی ۱۳۶۹ھ ص ۱۳۰

برودہ اندک علماء ایشیائے مشرق زہری و امام الرعینہ امام مکتبہ از انجناب کردہ اند و صوفیہ
آن وقت مثل معروف کرخی وغیرہ از انجناب فیض اندوختہ و شاخ طریقت سلسلہ انحضرات
سلسلہ الذہب نامیدہ و محدثین اہل سنت زماں بزرگواران در ہر فن خصوصاً در تفسیر و سلوک
و فرائد و غیرہ ارا و بیش روایت کردہ ۴۶

مندرجہ بالا ارشاد است و اولیاء و علماء مجاہدان اہل سنت کا عقیدہ ہیں۔ البتہ نواسب کے لئے ضرور
خلاصہ شریعت ہیں۔

مکتوبات کی مقبولیت

فارسی زبان میں تصوف کی سب سے پہلی مستند کتاب حضرت شیخ علی ہجویری معروف بہ داتا گنج بخش
لاجوردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی قریب ۳۹۰ھ) کی "کشف المحجوب" ہے اور اس کو جو مقبولیت
و شہرت حاصل ہوئی، وہ اکثر من الشمس ہے۔ اس کے ۵۳۵ سال بعد شہہ شہود پر جلوہ گر ہوئی والی
کتاب محمود مکتب حضرت مجدد الف ثانی نور اللہ مرقدہ کو دہی مقبولیت و شہرت حاصل ہوئی۔ اقل
الذکر الرعینہ عنیف پاک و جند کے اولین مبلغ و داعی اسلام پروردگار مشہور و روز و اسرار طریقت و حقیقت
و معرفت کا بیشش بہا گنجینہ ہے تو ثنائی الذکر یہاں کے مجدد اسلام کے بیان فرمودہ حقائق شریعت طریقت
کا بہترین مجموعہ اور دقائق و غوامض حقیقت و معرفت کا نہایت اعلیٰ خزینہ ہے۔ پاک دہند
ماوراء النہر، اور دیار عرب کے علماء و فضلاء اور اصفیاء و عرفانے اسے سرسبز طریق قرار دیا۔ قریباً پورے
تین سو سال تک طالبان حق اس کے خلی نسخوں سے مستفید و مستفیض ہوتے رہے اور دل دادگان تصوف
و معرفت اور سالکان ہوتیت بختہ اپنی عمر عزیز کے قیمتی اوقات اس کی نقول پینے میں صرف کرتے رہے۔
چنانچہ اس کے خلی نسخے بہت جلد عالم اسلام میں پھیل گئے تھے۔

طلبہ وجود میں آئے تو مکتوبات قدسیہ کو مستند و مطابغ نے طبع کر کے شائع کیا۔ اور سب سے
بہتر طریق پر حضرت مولانا الحاج نور احمد نقشبندی مجددی امرتسری علیہ الرحمۃ (متوفی ۱۳۳۸ھ)

۴۷ تحفہ ثنائی عشریہ مطبوعہ حسنی دہلی ۱۳۴۵ھ ص ۴۸۱۔

۴۸ حضرت داتا گنج بخش کا سال و سال عام طور پر ۳۶۵ھ میں شہور ہے لیکن کشف المحجوب کی عبارتیں
اس کے خلاف شہادیں پیش کرتی ہیں۔ اس مسئلے میں عبدالحی حبیبی نے بڑی عمدہ تحقیق کی ہے۔ ملاحظہ ہو مقدمہ
طبقات صوفیہ اہل خواجہ عبداللہ انصاری مطبوعہ افغانستان۔

مرید و مجاز شیخ العرفا حضرت شاہ ابوالخیر محمد دیوبندی قدس سرہ (متوفی ۱۳۴۱ھ) نے نہایت تصحیح اور بیع تحشیہ کے ساتھ نو حوتوں میں منقسم کر کے ۱۳۴۲ھ تا ۱۳۴۷ھ میں امرت سر سے طبع و شائع کیا۔ حق یہ ہے کہ مولانا مرحوم نے یہ عظیم کارنامہ سرانجام دے کر حضرت امام ربانی سے اپنی بگلی قیمت اور مدد مالی تعلق کا حق ادا کر دیا ہے۔ جزاء اللہ احسن الجزاء۔

مکتب کی افادیت و اہمیت کے پیش نظر عربی میں اس کے کئی ترجمے ہوئے۔ کتب خانہ اوقات بغداد شریف میں دو عربی ترجموں کے خطی نسخے موجود ہیں:

۱۔ تعریب المکتوبات الصوفیہ۔ احمد النقشبندی الفاروقی ۹۷۷ھ = ۲۱ x ۱۴ اس مؤلفہ شیخ یونس النقشبندی۔

مجلد — ابتداء:

الحمد لله رب العالمين وبعد فيقول السيد الذنوب
صاحب الحوت طالما كنت اطلب مجلدات رسائل غوث
الحقوقيين احمد النقشبندی ولما ظفرت وبعد مدة ...

۲۔ مکتبہ شیخ احمد النقشبندی ۴۷۵۲ - ۲۸ x ۱۸ ص۔

انشأها الشيخ احمد النقشبندی الاحوازي۔

رسائل بعث بها الى بعض الصوفيه۔ اولها مکتوب في بيان احكام
تناسب اسم الظاهر والمظهر فيهم خاص من التوحيد وبيان عروجها
وقعت كتيبة الى هوشد الكبير۔ الشيخ محمد بن الباقي النقشبندی الاحوازي
(۳) تیسرا ترجمہ علامہ محمد مراد علی کا ہے۔ اس ترجمے کی مقبولیت اور اس کے اثرات پر علامہ منظر احسن
گیلانی صاحب کا تبصرہ ملاحظہ ہو۔

۴۹۔ مولانا نور احمد کے صحر و عشق پر مکتوبات ۱۳۹۷ھ میں دوبارہ نور کبھی انارکلی لاہور نے چھاپ دیئے ہیں
اس کے شروع میں مولانا کے حالات زندگی و خدمات علمی کا اجمالی تعارف۔ یہ لکھا ہوا ہے کہ میرا نے مولانا کے حالات پر
ایک کتاب بھی لکھی ہے جو ان مرحوم کے قریب مذہبی مولانا محمد سلیمان کی عدم توجہ کی بنا پر طبع سے آواز نہ سنیں ہو سکی۔

۵۰۔ الکشاف عن محطوطات خزائن الاوقاف صفحہ ۱۲۶۔

تالیف محمد اسد الحسن مطبوعہ مطبعہ عالی بغداد ۱۳۷۲/۱۹۵۳ منشورات مدیر یہ الاوقاف العاقہ بغداد

۵۱۔ ایضاً۔ ص ۱۳۸، ۱۳۹۔

”سلسلہ ہندیہ کی ایک بڑی شاخ خالدیہ سلسلہ کے نام سے عراق و شام عرب و ہندوستان کی ممالک میں بہت زیادہ مقبول ہوئی اور ہے۔ نیز آپ کے ”مکاتیب علیہ“ خود برہہ راستہ ان ممالک میں کثرت پڑے گئے اور پڑے جاتے ہیں، جہاں کے باشندے فارسی زبان سمجھتے ہیں اور جو اس زبان سے ناواقف ہیں۔ ان تک آپ کے مکتوبات عربی اور اردو زبانوں میں پہنچائے گئے۔ غالباً روس کے رہنے والے قلمبرادہ جو مہاجر ہو کر بالآخر مکہ معظمہ میں رہ پڑے تھے، انہوں نے مکاتیب کا ترجمہ عربی میں کیا۔ اور مصری ٹائپ میں چھپ کر سارے عربی ممالک پھیل گیا۔ یہ خدا وادہ بات قلمی کہ اس کے بعد حدیث و تفسیر میں جتنی اچھی کتابیں لکھی گئیں ان میں ایسی مفید نہ کتابیں مل سکتی ہیں، جن میں ”مکتوبات“ کے مضامین نقل کیے گئے ہیں خصوصاً محیر جدید کی مشہور تفسیر ”روح المعانی“ جو سلطان عبدالحمید خاں مرحوم خلیفہ ترکی کے عہد میں لکھی گئی، اس میں علامہ شہاب محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے گویا اس کا التزام کر رکھا ہے۔ کہ جہاں بھی ذکر کا موقع میسر آئے، وہاں ”قال الحمد والثناء لرحمۃ اللہ علیہ“ کے نام سے وہ آپ کے خاص خاص نظریات اور جدید تعبیرات کو پیش کرتے ہیں اور بڑے افتخار و ناز سے پیش کرتے ہیں، اہم مسائل کے تفسیر میں سند کے طور پر پیش کرتے ہیں۔

پھر اردو تراجم کا سلسلہ شروع ہوا۔ اردو ترجمہ پیش کرنے کی ایک کوشش مولوی محمد حسین ابن مولوی اتحاد بخش ساکن احمد آباد ضلع جلم نے کی، اس ترجمے کا پہلا حصہ ”الطاف ورحمۃ اللہ علیہ اردو مکتوبات امام ربانی“ کے نام سے مولوی امام الدین باجوڑ کتب لاؤنڈری نے ۱۳۵۳ھ میں طبع کیا، جو صرف پہلے میں مکتوبات کا ترجمہ ہے۔ اس کے اگلے حصے کبھی دیکھنے میں نہیں آئے۔

مولوی عبد الرحیم نائب مدیر اخبار وکیل امرتسر نے مکتوبات کے ترجمے کا کام شروع کیا تھا، پہلا حصہ خواجہ باقی باقر رحمۃ اللہ کے نام لکھے گئے مکتوبات کو چھوڑ کر آگے کے، مکتوبات کے ترجمہ اور تشریح خواجہ پرستہ شمل تھا، جو روز بازار اشیم پریس امرتسر میں ۱۳۳۲ھ میں طبع ہوا مگر یہ سلسلہ جاری نہ رہ سکا۔ ”مختصر انوار رحمانی اردو ترجمہ مکتوبات امام ربانی“ کے نام سے ابتدائی چالیس مکتوبات کا ترجمہ اسلامی وکان کشمیری بازار ہمد نے ۱۳۳۳ھ میں چھاپا تھا۔ مگر یہ کام بھی ہمیں تک نہ مل سکا۔

۱۳۳۳ھ مضمون ”جزء دوم یا الفتنہ ثانی کا تجدیدی کارنامہ“ مشمولہ تذکرہ مجدد الف ثانی مرتبہ محمد منظور عباسی مطبوعہ کتب خانہ الفرقان مکتبہ ۱۹۵۹ء ص ۲۸۔

مکتوبات شریف کا اردو ترجمہ پیش کرنے کی سعادت مولانا عالم دین نقشبندی مجددی کے حصے میں آئی۔ اس نے مترجم مکتوبات اللہ والے کی قومی دکان لاہور سے دوبارہ شائع ہو کر نایاب ہو چکے ہیں۔

کئی حضرات نے مکتوبات قدسیہ کے فارسی اردو انتخاب اور خلاصے شائع کیے۔ اس انداز کا سب سے اچھا کام شاہ ہدایت علی نقشبندی مجددی مرحوم دستوریؒ نے ۱۳۲۵ھ کا ہے۔ انہوں نے ”درلانی“ کے نام سے مکمل مکتوبات کی اردو تلخیص کی جسے ”اعلیٰ کتاب خانہ“ لاہور نے ”انتخاب مکتوبات“ کے نام سے ۱۹۶۱ء میں دوبارہ شائع کیا۔ غرض کہ علماء اور صوفیہ نے مکتوبات پر بہت زیادہ کام کیا ہے۔

مکتوبات کی ایک غیر مطبوعہ فارسی شرح ”فیاء المقدمات فی توضیح المکتوبات“ دودو جلد از مولوی ضیاء الدین اچکزئی دستوریؒ شصت سال قبل اشارہ کے فرزند مولوی محمد ساکن قصبہ نوراد ضلع قندھار کے پاس محفوظ ہے۔ مولانا شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ دستوریؒ ۱۳۵۵ھ تا ۱۳۷۵ھ کا بزرگوار لاہور کے ذاتی کتب خانے میں، دو ایسی کتابیں میں نے دیکھی تھیں، جن میں مکتوبات قدسیہ آیات کی روایات کی تخریج کی گئی ہے۔ ان دونوں سے ایک کا نام ”تشیید البانی فی تخریج احادیث مکتوبات امام بانی“ مسافطے میں محفوظ رہا ہے۔ باقی ہمارے ہی ہندو کام کی ضرورت ہے۔ حضرت شیخ مجدد کے کثرت اور متشابہ کلام پر اعتراضات کے سلسلے میں خاص طور پر تحقیق کام کی ضرورت ہے۔ اس موضوع پر نقشبندی بزرگوں نے اگرچہ بہت کچھ لکھا ہے مگر تحقیق سے زیادہ عقیدت کے کام لیا گیا ہے۔ عزیز بزرگوار قبال مجددی سلمۃ اللہ مکتوب الیم حضرات کے حالات زندگی جمع کرنے میں مصروف ہیں۔ نذر کر کے کردہ جلد از جلد اپنی اس تحقیقی کتاب کو منظر عام پر لائیں گے۔

۱۳۷۵ھ مکتوب حاجی عبدالغنی قندھاری بنام داغم محروم۔

۱۳۷۵ھ مولانا شمس الدین نور اللہ مرقدہ کو حضرت شیخ مجددؒ سے سرمد کی تعلیمات سے عشق قائم انہوں نے غصہ اور بالخصوص سلسلہ مجددیہ کی نادر و نایاب کتابوں کو بڑے شوق سے جمع کیا تھا۔ اگر مولانا اس وقت زندہ ہوتے تو میں ان کے کتب خانے سے کما حقہ فائدہ اٹھاتا۔ ذکر حضرت ایت فی بطون الفقہاء۔

۱۳۷۵ھ چند مکتوبات کی بعض ہارتوں پر اعتراضات کے سلسلے میں تذکرہ نگاروں نے جو کچھ لکھا ہے اس کو کافی سمجھ کر براہ راست محققین کی کتب کو دیکھنے کی کوشش کی۔ مدارج الاولیاء دکنی، مخزنہ دانش گاہ پنجاب، نسخہ ذخیرہ آفہ و برق ۵۸۶ ب، بیحد میں معاندانہ اور گستاخانہ انداز میں جو کچھ جمع کیا گیا ہے، وہ دیکھا۔ اور فرست مکتوبات کتب خانہ آصفیہ کے ذریعے سید محمد رزخی اور ابو علی حسن بن علی علی کی کے رسائل کے بے ہودہ مضامین سے آگاہی حاصل کی تو امانتہ ہو کہ اس موضوع پر سیکڑوں صفحات لکھنے کی ضرورت ہے۔ اور یہ مقدمہ ان مباحث کی حوالہ کا تحمل نہیں ہو سکتا۔ توفیق ایزدی شامی حال رہی تو اس موضوع پر کچھ لکھا جائے گا۔ اس موقع پر اپنی

ان کی تیسری پیشکش خاصے کی چیز ہوگی۔ ان شاء اللہ۔ حضرت مجددہ العتہ ثانی نے بڑی فراخ دلی سے اپنی بعض ابتدائی تحقیقات سے رجوع فرمایا ہے۔ مثلاً دفتر اقل حصہ سوم کے مکتوب ۲۰۹ میں مبداء و مباد کی ایک عبارت سے رجوع کا اعلان کیا ہے۔ اسی طرح اور مکتوب میں بھی بعض کشفی تحقیقات سے رجوع فرمایا ہے۔ ان رجوع نمودہ عبارات کی نشان دہی کی ضرورت ہے۔ اور بعض کشفی مشاہدات آخر عمر میں ابتدائی مشاہدات سے قدرے مختلف یا واضح ہو گئے ہیں، اس پر بھی کام ہونا ضروری ہے اور یہ تبدیلی خیالات ان کے ملاحج عالیہ میں ہر دم عروج و ترقی کی بنا پر ہے۔

کی عمریات کی حقیقت واضح کرنے کے لیے فہرست مذکور میں درج المخصر رسالہ کی ایک عبارت نقل کی جاتی ہے:-

”وہ سال یک ہزار و نو سو و سہ ہجری و در شہر جمادی الاول خزانہ ہندوستان شہادت شیخ احمد سرہندی بطور مستغناء و دربار عرب رسید کہ او دعوی رسالت کردہ است“ و فہرست شیخ بعض کتب نفیہ تکیہ حصہ دوم نمبر ۱۰۹ کتب خانہ آصفیہ سرکار عالی مکتوبہ دارالطباع سرکار عالی حیدرآباد ۱۳۵۵ھ ص ۳۴۳، ۳۴۴

نوسط:- یہ فہرست فارسی میں لکھی گئی ہے۔

بعض تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے کہ برزنجی کے رسالے کا رد علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی نے ”الکلام النبی فی اردو البرزنجی“ کے نام سے لکھا تھا۔ برزنجی نے ایک خط میں اس رسالے لکھے تھے۔ اور یہ علامہ کی وفات کے بعد لکھے گئے۔ برزنجی کے آخری دور رسالے ۱۹۳۱ء میں مصر میں تیسری بار آئے اور علامہ ۱۳۵۶ھ میں وفات پا چکے تھے۔

حضرت شیخ محقق علامہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت شیخ مجددہ سے فارسی طور پر گفتگوات پیدا ہوئے تھے جو مولوی رفیع ہو گئے۔ اس پر بھی مفصل گفتگو کی ضرورت ہے اس لیے کہ بعد متجددین شیخ عبدالحق کے عقیدت مند نہ ہونے کے باوجود اس مخلصانہ اور براہ راست ”استکلاف الکر“ غلام ”بنارک حیش کرتے ہیں۔ ملاحظہ وہ جانتے ہیں کہ شیخ احمد مجدد صاحب ہم عقیدہ ہیں یا نہیں تھے۔ اس مقام پر یہ عرض کرنا بھی ضروری ہے کہ پریم غلیق احمد نظامی صاحب نے ”حیات شیخ عبدالحق“ میں شیخ کا وہ رسالہ جس میں مجدد صاحب پر عقیدہ کی نفی ہے۔ مدارج الاولیاء سے لے کر شائع کیا ہے۔ اس کا حق حملہ میں ہے جو عقیدہ کو شیخ عبدالحق کا وہ رسالہ شائع کرنا چاہیے جو الفاظ سے پاک ہو۔

اُردو ترجمے کی ضرورت

حضرت مولانا محمد حرم کے محشی مکتوبات کی اشاعت ثانی سے عربی اور فارسی کے ماہرین کے ذوق کی تسکین کا سامان تو ہو گیا ہے مگر اُردو ترجمے کی نمایاں کمی بنا پر فارسی سے ناواقف لوگ حضرت امام ربانی کے فیوض و برکات طہیرہ اور معارفِ لدنیہ سے بیہویاب ہونے سے محروم ہیں۔

اگرچہ ذوق کی پیداکردہ بداعتقادوں اور بد اعمالیوں اور ہمارے زمانے کے دینی اور اعتقادی فتنوں میں زیادہ ممانعت نہ پائی جاتی ہے۔ اس زمانے کے "اصوحنِ دین" "اکبری ذوق" "مصوصِ دین" کے زورِ باور و خوشحسی ہیں۔ اُس وقت اگر تارکِ تقلید ملا بہارگ اور اس کے ملحد و زندیق بیٹے ابوالفضل اور فیضی دینی اسلام کی بنیادیں کھوکھل کرنے میں مصروف تھے تو آج ان کے شاگردانِ رشتہ بدین کے نام پر دین میں تحریفات کرنے میں کوشاں ہیں۔ مشرِ غلام احمد پرویز، ڈاکٹر فضل الرحمن اور کانگریسی ملاؤں کے مدد و سرپرستی سے مسودہ سابق نام حکمرانوں کی کردہ تحریریں اور کانڈولیوں سے اہل حق کے دل بھرج رہی ہیں اور اسی قبیل کے اصرار و دین کا ایک بہت بڑا گروہ پیدا ہو چکا ہے۔ شیخ محمد اکرام جو سرسید کے مکتبہ فکر سے متعلق ہیں، نے بھی اپنی کتابوں کے ذریعے اہل حق کو بدنام کرنے کی پوری پوری سعی کی ہے۔

گرچہ غمِ شرحِ ایں سیکرِ رشوت

مکتوباتِ قدسی آیات میں ہر دور اور ہر ملک کے مسلمانوں کے ہر طبقے کے یہ تعلیمات و ہدایات موجود ہیں۔ جس دور میں یہ لکھے گئے تھے وہ چونکہ ہمارے دور سے بہت زیادہ ملتا جلتا ہے۔ اس لیے ان میں خاص طور پر ہمارے لیے فوہ و فلاح کی تعلیم موجود ہے۔ اس بے دینی و اتحاد کے دور میں جب کہ بداعتقاد لوگ گواہ کن لٹریچر بہ کثرت پھیلا چکے اور پھیلا رہے ہیں۔ مجددِ اعظم کی تحریریں جو مشبہ تریاق کا حکم شیخ مجدد کا جرح کرنا جائز سمجھتے تھے مگر لینے سے زیادہ جہت کا کام ہے۔

۳۶۷ اصرار و اصرار کی جتن ہے جس کے معنی ڈاکو اور چور کے ہیں۔ مجدد صاحب فرماتے ہیں۔ طلبِ علمان بے باک و آزد خیال ملّا، اندر ہر فرد کو ہاشندہ لصوص دین اند، اجتناب از محبت ایں بائیزان ضروری است۔ است "دوخترا اول مکتوب ۱۲۱۳" بدین منوال سے اجتناب کرنے والوں کو تنگ نظر نہ ہونے والے حضرت شیخ مجدد کے اس ارشاد پر غور کریں۔

۳۶۸ ان ہی لوگوں میں سے ایک پروفیسر محمد حبیب ہیں جو ہندوستان میں ان کی نیابت کا حق ادا کر رہے ہیں۔

رکھتی ہیں۔

مقام مد شکر ہے کہ ہمارے فاضل دوست حضرت مولانا محمد سعید احمد نقشبندی مجددی زید علیہ و
بہدہ نے فارسی سے نواقت لوگوں کو حضرت شیخ مجددی کی تعلیمات سے آگاہ کرنے کے لیے مکمل مکتوبات
شریف کا ترجمہ کرنے کی طرف توجہ مبذول کی ہے۔

فاضل مترجم نے حضرت سید نور الحسن شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ دستوفی **۱۳۷۲ھ** ساکن حضرت کیلیا ناولہ
خلیفہ ارشد شیربائی حضرت میاں شیر محمد شرق پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دستوفی **۱۳۲۸ھ** سے
روحانی فیض پایا ہے۔ ظاہری علوم کے بھی ماہر ہیں۔ دارالعلوم نعمانیہ لاہور میں صدر مدرس رہ چکے ہیں۔ چھ
سات سال سے دارالعلوم حزب الاحناف لاہور میں صدر مدرس کے منصب پر فائز ہیں۔ اولیاء کرام کی ان پر
خصوصی توجہ ہے۔ کئی برس تک سجد شاہ مجدد غوث قادری لاہوری قدس سرہ میں خطابت کے فرائض سرانجام
دیتے رہے ہیں۔ اب حضرت داماد گنج بخش رضی اللہ عنہ کی مسجد مبارک میں امامت و خطابت کے فرائض اہل حق
وجہ انجام دے رہے ہیں۔

سلسلہ نقشبندیہ سے انہیں واسطہ عقیدت ہے تعلیمات صوفیہ علیہ بالخصوص اخادات مجددیہ
کی اشاعت میں کوشاں رہتے ہیں۔ مولانا نور احمد کے محنتی مکتوبات دوبارہ ان ہی کی تحریک و مساعی سے پور
طباعت سے آراستہ ہوئے ہیں۔ انہوں نے بڑی محنت و جانفشانی سے ان کی کامیاں اور پروف پڑھے اور
پیشیں بھی دیکھیں۔ حضرت امام غزالی قدس سرہ کی تصانیف ہدایۃ السالکین اور منہاج السالکین کے
انہوں نے ترجمے کیے ہیں جو طبع ہو کر شائع ہو چکے ہیں۔ ان کا قابل ذکر ایک کارنامہ یہ بھی ہے کہ جناب ملک
حسن علی صاحب جامعہ کی کتاب ”تعلیمات مجددیہ“ کے جواب میں ”ملک امام ربانی“ لکھی جو بے حد
مقبول ہوئی۔ دو جزائر کا ایڈیشن چند معینوں میں ختم ہو گیا۔ اب یہ کتاب دوبارہ مع اضافات کے آ رہی ہے۔
جناب فاضل مترجم کی علمی کاوشوں اور روحانی نسبتوں کے ذکر کی ضرورت یوں محسوس کی گئی کہ قارئین
کرام کو اطمینان ہو جائے کہ مترجم حضرت امام ربانی اور سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ سے قوی نسبت رکھنے کی
وجہ سے کلام مجدد کو سمجھنے کی استعداد رکھتے ہیں۔ ایسی کتابوں کا ترجمہ کرنے کے لیے علم اور نسبت دونوں
کی ضرورت ہوتی ہے۔ بفضلہ تعالیٰ جناب مترجم ان دونوں نعمتوں سے سرفراز ہیں۔

اس مفید و قیم کتاب کی طباعت کے لیے بھی کسی بہت اچھے ادارے کی ضرورت تھی۔ بفضل ایزدی
۱۳۷۵ھ ملک صاحب مسکن غیر ملکی ہیں۔ انہوں نے مجدد صاحب کے نام پر علامہ ابن تیمیہ کا پروپیگنڈا کرنے
کے لیے ”تعلیمات مجددیہ“ لکھی ہے۔

یہ مسئلہ بھی از خود حل ہو گیا۔ مدنیہ پبلشنگ کمپنی کراچی جو بہترین کتابوں کو خوبصورتی اور نفاست سے چھاپنے میں کوئی سبقت لے گئی ہے، اسے ہلکے محترم حکیم محمد تقی صاحب اشرفی اس کو بہ صد ذوق و شوق چھاپا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ جناب مترجم کی یہ کوشش مقبولیت و دوام کا درجہ حاصل کرے اور قارئین کو عمل کی توفیق ملے۔ جناب ناشر بھی جزائے خیر سے فواریں جائیں۔ آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ و صحابہ وسلم۔

یہاں عزیز می محراب اقبال مجددی سلمہ اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرنا بھی ضروری ہے۔ اُن عزیز نے کئی نایاب کتابیں اپنے کتب خانے سے لا کر مجھے دیں۔ اور بعض حوالے تلاش کرنے میں میری مدد کی۔ بحوالہ اللہ خیر الجزاء۔

محمد موسیٰ عفی عنہ

لاہور
یکم محرم الحرام ۱۳۹۰ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله رب العالمین، اضعاف
ما حمدہ، جملہ خلقہ کما یحب
ربنا ویرضی، والصلوة والسلام
علی من ارسلہ رحمۃ للعالمین،
کلما ذکرہ الذاکرون، وکلما غفل
عن ذکرہ الغافلون کما یتبعی لہ
ویقرئ ویعلی الہ واما بعد
النفی والنقی۔

تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لیے ان تمام
تعریفوں سے کہنی بڑا اس کی سب مخلوق نے کی ہیں، ایسی
تعریفیں جو ہمارے رب تعالیٰ کو پسند اور محبوب ہیں
اور وہ دوسلام اس پر ہوتی ہیں جسے اس نے ہر عالمین
پر کر دیا، جب تک ذکر کرتے و اچھا اس کے ذکر میں
مصروف ہیں اور جب تک غافل لوگ اس کے ذکر سے
غافل رہیں، ایسا درود و سلام جو آپ کی ذات کے
لائق و مناسب ہے، اور آپ کی آل و اصحاب پر جو
نیک اور سچ اور پاک ہیں۔

حد و صلوة کے بعد واضح ہو کہ یہ حضرت امام ربانی کے مکتوبات قدسی آیات کا دوسرا اول ہے۔ وہ امام بانی
برہنہ حقین کے عرش، عارفین کے قطب، ولایت محمدیہ کی برہان، شریعت مصطفوی کی دلیل و حجت، اسلام اور
مسلمانوں کے شیخ ہیں۔ یعنی ہمارے شیخ، امام الشیخ احمد فاروقی نقشبندی اللہ تعالیٰ آپ کو
سلامت اور قائم رکھے جسے یہ تحفہ قبل البضائع اس درگاہ کے خاک نشینوں میں سے کترین خاک نشین یا محمد
جدید بخش طالعائی جمع کر کے اس امید پر اعطاء تحریر میں لایا کہ اس سے طالبان حق جل و علا کو فہم پہنچے۔ اللہ
سبحانہ و تعالیٰ سے حفاظت اور توفیق کی درخواست ہے۔

مکتوب اول

ان حالات کے بیان میں جو اسم مبارک الظاہر سے مناسبت رکھتے ہیں، اور توحید کی قسم میں
کے ظہور اور ان عروجات کے بیان میں جو فخر و حشمت سے اوپر واقع ہوئے، اور بہشت کے درجہ
کے انکشاف اور بعض اہل اللہ کے مراتب کے ظہور کے بیان میں اپنے پیروں کو گھما کر جو بزرگ کمالی
کامل کرنے والے اور جہات ولایت تک پہنچانے والے، اس طریقے کی ہدایت کرنے والے میں ہیں
ابتداء و انتہاء میں دو جہ ہے پسندیدہ دین کی تائید کرنے والے جہ کے شیخ و امام شیخ محمد باقر
نقشبندی اور اسی قدس اللہ تعالیٰ سرہ الاقدس، اور اللہ انہیں ان کی آرزو کے اقصیٰ مقام تک
پہنچائے۔

عرضداشت: کثرت بنندگان اقدس حضور کی خدمت میں عرض اور حسب حکم ہمارے گستاخی کرتا ہے
اور اپنے احوال پریشان بیان کرتا ہے کہ دورانِ راہ وہ ذات اسم الظاہر میں اس قدر متجلی ہوئی کہ
خاص خاص تجلی میں علیحدہ علیحدہ ظہور فرمایا۔ خصوصاً حور توں کے لباس میں بلکہ ان کے الگ الگ اجزاء میں ظہور
فرمایا، اور اس وقت میں اس گروہ مستورات کا اس قدر مطیع و منقاد ہوا کہ کیا عرض کروں، اور میں اس انفراد
اطاعت میں بے اختیار تھا۔ وہ ظہور جو عورتوں کے لباس میں ہوا وہ کسی اور جگہ نہیں تھا۔ خصوصاً لطافت اور
سُخ و جمال کے عجیب و غریب نظارے جو اس لباس میں ظاہر ہوئے کسی اور مظہر میں ظاہر نہ ہوئے۔ میں ان کے
آگے اپنے آپ کو پانی کی طرح چھلکا ہوا محسوس کرتا تھا۔ اسی طرح کھاتے اور پینے کی ہر چیز میں علیحدہ علیحدہ
ظہور ہوا۔ وہ لطافت اور حسن جو لہذا اور دیگر ملکات کھاتے میں تھی اس کے ماسوا میں نہ تھی، اور مینے پانی اور
غیر مینے پانی میں بھی ایسا ہی فرق تھا۔ بلکہ ہر لہذا اور دیگر چیز میں اپنے اپنے درجات کے مطابق خصوصی
کمال کا ظہور تھا۔ اس تجلی کی خصوصیات کو تحریر میں نہیں لاسکتا، اور اگر حاضر خدمت ہوتا تو شاید عرض کرتا۔
لیکن ان تجلیات کے دوران رفیق اعلیٰ (محبوب حقیقی) کی آرزو رکھتا تھا: اور ان تجلیات کی طرف اپنی وسعت
کے مطابق توجہ نہیں کرتا تھا۔ لیکن غلبہ حال کی وجہ سے کوئی چارہ نہیں پاتا تھا۔ اس اشارہ میں معلوم ہوا کہ یہ تجلی
اللہ تعالیٰ کی نسبت تشریف سے کوئی مخالفت نہیں رکھتی، اور یہ کہ باطن اسی طرح اس نسبت تشریف سے کائنات
ہے۔ ظاہر کی طرف بالکل متوجہ نہیں، اور میرے ظاہر کو بھی جو اس نسبت سے غالی اور معطل تھا، اس تجلی سے
مشرف فرمایا۔ میں نے بالیقین ایسا پایا کہ باطن بالکل نظری میں مبتلا نہیں ہے، بلکہ تمام معلومات اور معلومات

سے احاطہ کیجئے ہوئے ہے۔ اور ظاہر جو کثرت اور دولتی کی طرف متوجہ تھا وہ بھی ان تخلیقات سے بہرہ ور ہوا ہے۔ کچھ وقت کے بعد یہ تخلیقات تھاں اور پوشیدگی میں چلی گئیں۔ اور وہی حیرت دنا زالی کی حالت قائم اور موجود رہی۔ اور وہ تخلیقات اس طرح معدوم ہو گئیں گویا وہ کبھی مذکور بھی نہیں ہوئی تھیں۔ اس کے بعد ایک خاص فنا و فنا ہوئی۔ اور غالب گمان ہے کہ وہ یقیناً علمی جو تعین کے حدود کرنے کے بعد پیدا ہوا وہ اس فنا میں گم ہو گیا۔ اور نفسانیت و انانیت کے گمان کا کچھ اثر باقی نہ رہا۔ اس وقت اسلام کے نشانات ظاہر ہونا اور شرک غنی کے نشانات منہا شروع ہوئے۔ اسی طرح اپنے اعمال کی کوتاہی اور اپنی مینوں اور نیالالت کو لائق ملامت جاننے کا احساس شدت سے ظاہر ہوا۔ بالکل کچھ نشانات عبودیت اور نیستی کے پھر ظاہر ہوئے۔ خدا سبحانہ و تعالیٰ آپ کی توجہ کی برکت سے بندگی کی حقیقت تک پہنچائے۔

عرش پرست سے سر درجات واقع ہوئے:

مرتبہ اول: مسافت طے کرنے کے بعد جب عرش پر پہنچا تو یہ ایسا عروج تھا جہاں دار غلہ (جنت) نیچے محسوس ہوتی تھی۔ اس دوران دل میں آیا کہ اس جگہ بعض لوگوں کے مقامات دیکھوں۔ جہاں اس طرف متوجہ ہوا قرآن کے مقامات نظر پڑے اور ان اشخاص کو بھی ان کے تفاوت درجات کے مطابق ان مقامات میں پایا۔

مرتبہ دوم: پھر ایک اور عروج واقع ہوا۔ جس میں مشائخ عظام و ائمہ اہل بیت اعلیٰ و اشراف کے مقامات اور حضرت رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مقام خاص اسی طرح اپنے اپنے درجات کے مطابق تمام باقی انبیاء و مرسل اور فرشتوں کے بلند ترین گروہ کے مقامات عرش سے اوپر شروع ہوئے۔ اور عرش سے اوپر اس مقدار میں عروج واقع ہوا کہ مرکز خاک سے عرش تک یا اس سے کچھ نیچے۔ اور حضرت خواجہ نقشبند قدس اللہ تعالیٰ سرہ الاقدس کے مقام تک منتہی ہوا۔ اور اس مقام سے اوپر کچھ مشائخ تھے بلکہ اسی مقام میں یا اندر اوپر جیسے شیخ معروف کرمی اور شیخ ابوسعید خراسانی اور باقی کچھ مشائخ کے مقامات کچھ نیچے اور بعض دوسرے مقامات رکھتے تھے۔ نیچے تو شیخ علاؤ الدین و شیخ نجم الدین گبرنی جیسے مشائخ تھے اور ان سے اوپر ائمہ اہل بیت تھے اور ان سے اوپر خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ اور باقی انبیاء علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کے مقامات جہاں سے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقام سے الگ ایک طرف تھے۔ اسی طرح بلند ترین گروہ ملائکہ کے مقامات بھی علیحدہ ایک طرف کو تھے، علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام۔ لیکن حضور سرور کائنات علیہ السلام کے مقام کو سب فوقیت اور سرور و اسی حاصل تھی۔ واللہ سبحانہ اعلم بحقائق الامور کا تھا۔ اللہ تعالیٰ ہی تمام امور کے متفانی کو بہتر جانتا ہے۔

اور میں جب بھی چاہتا ہوں عروج واقع ہو جاتا ہے۔ اور بعض اوقات چاہنے کے بغیر بھی واقع ہوتا ہے۔ اور بعض دوسری چیزیں بھی دکھائی جاتی ہیں اور بعض عروجوں پر اثرات بھی مرتب ہوتے ہیں۔ اور بہت سی باتیں معمول جاتی ہیں اور میں بہت کوشش کرتا ہوں کہ بعض حالات لکھوں اور کوشش کرتا ہوں کہ آپ کی خدمت میں عرضداشت کے وقت یاد آئیں، لیکن یاد نہیں آتے۔ اس لیے کہ یہ بات بغیر محسوس ہوتی ہے۔ یہ تو استغفار کا موقع ہے، کچھ لکھنے کا نہیں۔ اس عریضہ کی تحریر کے دوران بعض باتیں یاد آئیں، آخر ماقبلے نے وفات کی اور کچھ نہ لکھ سکا۔ زیادہ گستاخی کی جرات نہیں۔

علا قاسم علی کا حال بہتر ہے۔ استہلاک و استغراق کا غلبہ ہے اور تمام مقامات جذبہ سے اور پر قدم رکھ چکا ہے۔ پہلے صفات کو اصل دیکھتا تھا اب باوجود صفات کے اپنے سے جدا دیکھتا ہے اور اپنے کو خالی محسوس پاتا ہے۔ بلکہ وہ نور جس سے صفات قائم ہیں اسے اپنے سے جدا دیکھتا ہے اور خود کو اس نور سے الگ ایک طرف پاتا ہے۔ دوسرے دوستوں کے حالات بھی روز بروز بہتر ہو رہے ہیں۔ دوسری عرضداشت میں ان شاء اللہ تعالیٰ تفصیل سے عرض کیا جائے گا۔

مکتوب نمبر (۲)

ترقیوں کے حصول اور عنایات خداوندی جتن سلسلہ پر غور کرنے کے بیان میں۔
یہ مکتوب بھی اپنے پیر بزرگوار قدس سرہ کو لکھا۔

عرضداشت۔ گزشتہ بندگان احمد بلند بارگاہ کی خدمت میں عرض کرتا ہے۔ ماہ رمضان مبارک کے متصل استغفار کا حکم مولانا شاہ محمد نے پہنچایا۔ ماہ رمضان تک اتنی فرصت نہ مل سکی کہ اپنے آپ کو ستانہ بوسی کے شرف سے مشرف کر سکتا۔ لاچار اس مدت کے گزر جانے سے اپنے آپ کو تسلی دی۔ آپ کی بلند توجہات کی برکت سے مسلسل اور متواتر جو عنایات خداوندی اس ناچیز پر فائز اور وار و موی میہ ان کے متعلق کیا عرض کرے۔

میں آن خاکم کہ ابرو بوساری کند از لطف بر من قطره باری
اگر بر روید از حق صد زبانم چو بسزو مشک لطفش کے قوام

میں وہ فاک ہوں کہ موسم ببار کا بادل اپنے لطف و کرم سے مجھ پر برس رہا ہے۔ بہت سے کی طرح میرے جسم پر اگر سوز باری بھی آگ آئیں پھر بھی میں اس کی صربانیوں کا شکر ادا نہیں کر سکتا۔

اگرچہ اس قسم کے حالات کا اظہار گستاخی کا وہم ڈالتا ہے، اور اس سے فخر و ہما مات کا احساس ہوتا ہے۔

مسلے چوں شاہ مراد داشت از خاک سز و گدازم سمر ز خاک

لیکن جب شاہ مجھے خاک سے اوپر اٹھائے تو لاتی ہے کہ میں اپنا سر افلاک سے بھی اوپر لے جاؤں۔ عالم محمود بقا کی ابتدا، او آخر ماہ ربیع الآخر سے شروع ہے اور اس وقت تک بقا خاص سے ہر لمحہ مشرف کر رہے ہیں۔ حضرت شیخ عی الدین قدس سرہ کی قبلی ذاتی کی ابتدا، ہر چمکی ہے۔ مجھے صحیحین و تفسیریں اور پھر شمس کی طرف لے جاتے ہیں۔ اور اس حروف و نزول میں علوم غریبہ اور معارف عجیبہ فائض کر رہے ہیں۔ اور ہر مرتبہ میں خاص احسان و شہود سے جواس مقام بقا کے مناسب ہے مشرف کر رہے ہیں۔ ماہ رمضان مبارک کی چھٹا تاریخ کو ایک ایسے بقا اور احسان سے مشرف فرمایا گیا ہے جس کے متعلق بندہ کیا عرض کرے۔ معلوم ہوتا ہے کہ نہایت استعداد اسی مقام تک تھی۔ اور وہ وصل جواس مقام کے مناسب تھا اس سے بھی مشرف فرمایا گیا۔ جذبہ کی جست اب تمام ہو چکی ہے اور میر فی اللہ جو اس مقام جذبہ کے مناسب ہے اس کے آغاز کا وقوع ہو چکا ہے۔ جس قدر فنا مکمل ہوگی اس پر بقا بھی ویسی ہی مرتب ہوگی۔ اور جس قدر بقا مکمل ہوگی حالت صحیحی زیادہ حاصل ہوگی۔ اور جس قدر حالت صحیح زیادہ ہوگی اسی قدر علوم کا افاض بھی نہایت غرا کے مطابق زیادہ ہوگا۔ کیونکہ کمال صومالیہ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا حصہ ہے۔ اور وہ علوم جو ان سے صادر ہوتے ہیں وہ سراسر شریعت اور فقاہت ہیں جو حقائق و صفات کے بیان میں ہیں۔ اور ان علوم کے ظاہر کی حفاظت بقیہ سکے سے واقع ہوتی ہے۔ اس وقت جو معارف اس کینہ پر فائض و وار د ہوتے ہیں اکثر معارف شریعہ پر مشتمل ہیں۔ اور ان میں انہی کا بیان ہے اور علم استدلالی کشفی اور بدیسی اور عملی مفصل ہو جاتا ہے۔ ج

گر گنجم شرح ابن سید شہود

یعنی اگر ان کی شرح کی جائے تو بے حد مزجائے ہیں۔ ڈرتا ہوں کہ مبادا اساطیر گستاخی تک پہنچ جائے۔

بندہ باید کہ حد خود و اند

بندہ کو چاہیے کہ حد کے اند رہے

مکتوب نمبر (۳۱)

بعض دوستوں کے مقام مخصوص میں بند ہو جانے اور بعض کے ترقی کر کے نئی ذاتی کے مقامات تک پہنچنے کے بیان میں اپنے پیروکار کو لکھا:

عرضداشت۔ جو دست بیان ہیں نیز وہ دوست جو وہاں ہیں ایک مقام میں مجبوس و بند ہو چکے ہیں۔ ان کے ان مقامات سے نکلنے کا راستہ مشکل ہو چکا ہے۔ وہ قوت و قدرت جو اس مقام کے مناسب ہے بندہ اپنے اندر نہیں پاتا۔ حق سبحانہ و تعالیٰ آپ کی ترجمات عالیہ کی برکت سے ترقی عطا کرے۔ اس کمینہ کے خوشیوں میں سے ایک شخص اس مقام سے گزر چکا ہے اور تجلیات ذاتی کی ابتداء تک پہنچ گیا ہے۔ اس کا حال بہت اچھا ہے۔ اس حقیر کے قدم پر قدم رکھ رہا ہے۔ دوسروں کے متعلق بھی پرامید ہے۔ وہاں کے کچھ دوست مقربین کے راستے سے مناسبت نہیں رکھتے۔ ان کے موافق حال طریقہ ابراہیم نام جس قدر ان کو دولت یقین حاصل ہو چکی ہے وہی غنیمت ہے۔ اسی طریقہ پر ان کو مکمل فرما چاہیے۔ ج ہر کسے را بہر کار سے ساخت مند

ہر ایک کو اس کے مناسب حال کام کے لیے پیدائیا گیا ہے۔

ان کے نام ظاہر کرنے کی گستاخی نہیں کی۔ آپ سے وہ مخفی نہیں ہوں گے۔ زیادہ گستاخی کی جرأت نہ کی۔ اس عرضداشت کی تحریر کے دن میر سید شاہ حسین نے اپنی مشغولی باطن میں یوں دیکھا گویا بڑے دروازہ تک پہنچ گئے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ دروازہ حیرت ہے۔ اور کہتے ہیں کہ اس دروازہ کے اندر نگاہ ڈالتا ہوں تو اندر آپ کو اور تجھے دیکھتا ہوں۔ ہر چند کہ شش گزتا ہوں کہ کد قدم رکھوں لیکن پاؤں میری موافقت نہیں کرتے۔

مکتوب نمبر (۳۲)

غیر القدرہ مبارک رمضان شریف کے فضائل اور حقیقت محمدیہ علیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیان میں۔ یہ مکتوب بھی اپنے پیروکار کو لکھا۔

حقیر ترین خادم کی عرضداشت یہ ہے کہ ایک مدت سے بدریہ خط مبارک اُس بن آدم انسان کے خادما

کے متعلق بندہ کچھ اطلاع اور واقفیت نہیں رکھتا۔ ہر وقت غفلت پر ہے۔

ماہ رمضان مبارک کی آمد آ رہی ہے۔ اس ماہ مبارک کی قرآن مجید کے ساتھ جو تمام کمالات ذاتی اور شہوانی کا جامع ہے اور دائرہ اہل میں اس طرح داخل ہے کہ ذرہ برابر غفلت اس کی طرف راہ نہیں پاسکتی۔ اور حقیقت محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کا اہل اول ہے ممکن مناسبت رکھتا ہے۔ اسی مناسبت کی بنا پر اس مقدس کتاب کا نزول اس ماہ مبارک میں واقع ہوا۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ
الْقُرْآنُ

رمضان المبارک وہ مہینہ ہے کہ اس میں قرآن مجید کا نزول ہوا۔

اس بات کا مصداق ہے۔ اور اسی مناسبت کی وجہ سے یہ مہینہ تمام خیرات و برکات کا جامع ہے۔ ہر طرح کی خیر و برکت تمام سال میں جس کسی کو پہنچتی ہے جس راہ سے بھی پہنچتی ہے اس عظیم القدر ماہ مبارک کی ہے نہایت برکات کا ایک قطرہ ہے۔ اگر اس ماہ مبارک میں جمعیت نصیب رہی تو سارا سال سعادت حاصل رہے گی۔ اور اگر اس ماہ مبارک میں پرانہ گئی رہی تو سارا سال پرانہ گئی چھپا نہیں پھرے گی۔ تو کتنا مبارک ہے وہ شخص جس کے پاس یہ مہینہ آیا اور اس سے راضی اور خوش گیا۔ اور خرابی ہے اس شخص کے لیے جس سے یہ مہینہ ناراض گیا اور اس کی برکات و خیرات سے محروم رہا۔ اور اس ماہ مبارک میں قرآن مجید کے ختم کی سنت بھی اسی تعلق کی بنا پر معلوم ہوتی ہے تاکہ تمام اصلی کمالات اور اہل برکات سے محروم نہ ہوں۔ تو جس نے ان دونوں کو جمع کر لیا امید ہے کہ وہ اس کی برکات سے محروم نہیں رہے گا اور اس کی خیرات سے روکا نہیں جائے گا۔ وہ برکات جو اس مبارک مہینہ کے ایام سے متعلق ہیں اور ہیں اور وہ خیرات جو اس کی راتوں سے وابستہ ہیں کچھ اور ہیں۔ اسی راز کے باعث شاید یہ بات ہے کہ جلد ہی روزہ افطار کرنے کا حکم ہے اور بھری میں تاخیر کرنے کے متعلق وار د ہوا ہے تاکہ دن رات کے دونوں قسموں کے ایذا میں امتیاز و فرق حاصل ہو۔ قابلیت اولیٰ جس کا اوپر ذکر ہوا اور حقیقت محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیمات کہ اس سے عبارت ہے وہ قابلیت ثانیہ نہیں جو صفات سے متصف ہے جیسا کہ بعض لوگوں نے کہا ہے۔ بلکہ عز سلطانی کی ذات کی قابلیت مراد ہے جو اقبال علمی کے ساتھ ملحوظ ہے اور جو تمام کمالات ذاتی اور شہوانی کے متعلق ہے یہی حقیقت قرآن مجید حاصل ہے۔ باقی رہی انصاف کی قابلیت جو غرض صفات سے تعلق رکھتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی صفات کے درمیان برزخ اور پرہ ہے۔ یہ دوسرے اہیاء کرام علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کی حقیقت ہے یہی قابلیت بعض اقبالیات کے لحاظ سے جو اس میں پائے جاتے ہیں متعدد حقیقتوں کی شکل میں نکلتی ہے۔ حقیقت محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی تو غفلت رکھتی ہے تاہم صفات کا رنگ اس سے آمیزش

نہیں رکھتا اور کوئی واسطہ درمیان میں حائل نہیں۔ اور محمدی المشرک جماعت کی تحقیقین ذات عز شانہ کی قابلیتیں ہیں اعتبار علمی کے ساتھ جو بعض ان کمالات سے متعلق ہے۔ اور محمدی قابلیت ذات واجب تعالیٰ اور ان قابلیت متعددہ کے درمیان بروز و پروردہ ہے۔ اور ان بعض کا حکم اس واسطے ہے کہ ان کا قدم خانہ صفات میں ہے اور بس۔ اور اس خانہ صفات کا نہایت عروج اس قابلیت تک ہے۔ تو ضروری طور پر اس کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کی گئی ہے۔ اور چونکہ یہ قابلیت انصاف بہرگز نہ تعلق نہیں ہو سکتی۔ قرآن بعض نے بھی یہ حکم لکھا ہے کہ قابلیت محمدی علی منظرہ بالصلوٰۃ والسلام والحقۃ ہمیشہ حائل رہتی ہے۔ ورنہ قابلیت محمدیہ کو علی منظرہ بالصلوٰۃ والسلام جو صفت ایک اعتبار ہے اللہ تعالیٰ جل شانہ کی ذات میں نظر سے ارتقاع ممکن ہے بلکہ اس کا وقوع بھی ہو چکا ہے۔ اور انصاف کی قابلیت بھی اگرچہ ایک اعتبار ہے لیکن بروز خیمت کی وجہ سے صفات کا رنگ اختیار کر چکا ہے جو خارج میں زائد و وجود کے ساتھ موجود ہیں اور جن کا ارتقاع غیر ممکن ہو چکا ہے۔ لہذا ضروری طور پر یہ انصاف دائرہ پنج میں حائل رہتا ہے۔

اس قسم کے علوم جن کا منشا اصالت اور غلیبہ کی جامعیت ہے، بہت وارد اور فائز ہوتے ہیں۔ ان میں سے اکثر کا غر پر لکھ دیا جاتا ہے۔ یہی قطبیت کا مقام جو دقیق علوم کا فنا ہے علی مقام ہے اور فرویت کا مقام دائرہ اصل کے معارف کے دور و کا واسطہ ہے۔ ان دو دونوں (مقام قطبیت اور مقام فرویت) کے حصول کے بغیر ظل و اصل کے درمیان فرق و امتیاز نہیں ہو سکتا۔ لہذا بعض مشائخ قابلیت اولیٰ کریمہ تعین اول بھی کہتے ہیں ذات سے زائد نہیں مانتے۔ اور اس قابلیت کے شہود کو ہی حقیقی ذاتی خیال کرتے ہیں۔ یہی حقیقی بات وہی ہے جو میں نے بیان کی اور جس کی میں نے وساحت کر دی ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ حق کو حق ظاہر کرتا ہے اور وہی سیدھے راستے کا ہادی ہے۔

جس رسالے کی تقریر کا بندہ کو حکم ہوا تھا اس کے مکمل کرنے کی توفیق میسر نہیں آسکی اور جتنی لکھ چکا تھا اتنی ہی تحریرات پڑی ہیں۔ پتہ نہیں اس توقف میں خدا تعالیٰ جل شانہ کی کیا حکمت پوشیدہ ہے۔ زیادہ گستاخی ادب سے دور ہے۔

مکتوب نمبر (۵)

خواجہ برہان الدین کی سفارش کے سلسلہ میں جو آپ کے مخلصوں میں تھے اور کچھ دوسرے حالات کے بیان میں۔ یہ مکتوب بھی اپنے پر بزرگوار کو لکھا۔

کترین خادم کی عرضداشت یہ ہے کہ حضرت خواجگان (نقشبندیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم) کی طرفت

کے بارے میں نیکوکار رسالہ خدمت کیا ہے۔ آپ کی نظر مبارک سے گزرے گا۔ ابھی مسودہ ہے خواجہ برہان آپ کی طرف جلد ہی چل پڑے افضل مسودہ کی فرصت نہ مل سکی۔ اس امر کا احتمال ہے بعض دور سے علوم بھی اس سے لاحق کر دیے جائیں۔ ایک روز رسالہ سلسلۃ الاحوال نظر سے گزرا اور اس کے مطالعہ میں میرے دلی مسرت میں گزرا کہ خدمت کی عرض کروں آپ خود اس رسالہ کے علوم کے بارے میں کچھ تحریر فرمائیں یا اس فقیر کو حکم دیں تاکہ بندہ اس سلسلہ میں کچھ لکھ سکے۔ یہ خیال کافی قوت پکڑ گیا تو اس کے ساتھ ہی اس مسودہ سے متعلق بعض مزید علوم کا فیضان چودہ ہوا۔ بہر حال اس رسالہ کے بعض علوم کی وضاحت ہوسکی۔ اگر اس مسودہ کو تکمیل تصور کریں تو اس کی بھی گنجائش ہے۔ اور اگر بعض مناسب منقح کر کے اس رسالہ سے ملحق کر دیں تو یہ صورت بھی ٹھیک ہے۔ زیادہ جرأت ادب سے دور ہے۔ خواجہ برہان نے اس مدت میں خوب کام کیا ہے اور میری سہ سے جو مقام جذبہ سے تعلق رکھتی ہے اس سے بھی ان کو حصہ مل چکا ہے۔ صوبہ مالوہ میں معاش کے لحاظ سے ان کا وقت پرانہ اور شوق ہو گیا ہے۔ خدمت کے لیے حاضر ہو رہے ہیں۔ آپ جو حکم بھی فرمائیں گے مبارک ہو گا۔

مکتوب نمبر (۶)

جذبہ اور سلوک کے حصول کے بیان میں اور جمال و جلال دونوں صفوں کے ساتھ تربیت پانے اور فناء و بقا اور ان کے تعلقات اور نسبت تعینادہ کے فائق اور اصلی ہونے کے بیان میں — یہ مکتوب بھی اپنے پیروکار کو لکھا۔

مکتوب غلام احمد کی عرضداشت یہ ہے کہ مرشد علی الاطلاق راشد تقانی اجل شانہ نے آپ کی توجہ کی برکت سے جذبہ اور سلوک دونوں طرح پر اس ناچیز کی تربیت فرمائی ہے اور جمال و جلال دونوں صفوں کی تربیت کے ساتھ فائز ہے۔ اب جمال عین جلال اور جلال عین جمال ہے۔ رسالہ قدسیہ (مصنف حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ) کے بعض حاشی کی اس عبارت کو اپنے مفہوم صریح سے بدل دیا گیا ہے۔ اور ایک مبرہم معنی پر حمل کر دیا گیا ہے۔ حالانکہ وہ عبارت اپنے ظاہری معنی پر محمول ہے اس میں تاویل و انحراف کی گنجائش نہیں۔ اور اس تربیت کی علامت یہ ہے کہ غلبہ محبت ذاتی سے متعلق کر دیا گیا ہے۔ محبت ذاتی کے ساتھ موصوف ہونے سے قبل اس کا کوئی امکان نہیں ہوتا۔ اور محبت ذاتی فنا کی علامت ہے۔ اور فنا اسی اللہ کو حصول جانے کا نام ہے۔ نرجس تک تمام علوم سینہ سے دور نہ ہو جائیں اور انسان صوفی حلق

سے موصوف نہ ہو جائے فضا سے حصہ نہیں پاسکتا۔ اور یہ حیرت اور جمل واقعی ہے اس کے درجہ ۱۵ مکان
 نہیں۔ اور مذہب بات ہے کہ کبھی زائل ہو جائے اور حاصل ہو جائے۔ غایت درجہ یہ بات ہے کہ بقا سے پہلے
 محض جمالت ہوتی ہے اور بقا کے بعد جمالت اور علم و درجہ میں ہو جاتے ہیں۔ جین نادانی میں شعور ہوتا ہے
 اور عین حیرت میں شعور حاصل ہوا ہوتا ہے۔ اور یہ حقیقی یقین کا مقام ہے۔ اجماع علم اور عین ایک دوسرے
 کے لیے حجاب نہیں ہیں۔ اور وہ علم جو اس جمالت سے پہلے حاصل ہوا ہوتا ہے وہ درجہ اعتبار سے ناقص
 ہے۔ اس کے ہوتے ہوئے اگر علم سے قوا پنہیں ہے۔ اگر شعور ہے تو وہ بھی اپنے اندر ہے۔ اور اگر حیرت
 یا حیرت ہے تو وہ بھی اپنے ہی اندر ہے۔ جب تک نظر باہر ہے اسے غیب ہے۔ اگرچہ اپنے اندر ہی نظر ہو
 اور اگر دوسرے نظر کو باہل منقطع کرنا ضروری ہے۔ حضرت خواجہ بزرگ (خواجہ بہاؤ الدین نقشبند قدس سرہ)
 فرماتے ہیں کہ اہل اللہ فناء اور بقا کے بعد جو کچھ دیکھتے ہیں اپنے اندر دیکھتے اور جو کچھ پہچانتے ہیں اپنے اندر
 پہچانتے ہیں۔ ان کو اپنے وجود میں حیرت ہوتی ہے۔ اس سے بھی صریحاً معلوم ہوتا ہے کہ شعور و معرفت
 اور حیرت اور سب چیزیں صرف نفس میں ہیں یاہر کہیں بھی نہیں ہیں۔ جب تک اللہ عین اللہ سے باہر ہے چاہے
 اپنے اندر ہی ہو فناء سے بہرہ ور نہیں ہو سکتا اور بقا سے کیسے حصہ پاسکتا ہے۔ فناء اور بقا کا ثبوت مرتبہ
 یہی ہے۔ اور یہ فناء مطلق ہے اور مطلق فناء عام ہے۔ بقا فناء کے انما زے کے مطابق ہوتی ہے۔ لہذا بعض
 اہل اللہ فناء اور بقا سے موصوف ہونے کے باوجود باہر کا بھی شاہدہ کرتے ہیں۔ لیکن ان حضرات نقشبندیہ
 قدس سرہم کی نسبت تمام نسبتوں سے فائق ہے۔

نہر کہ آئینہ دار و سکندری داند نہر کہ سر نیزا شد قلندری داند

ہر آئینہ رکھنے والا سکندری کے امرا و رموز سے واقف نہیں ہوتا۔ اور نہر سر نیزا شد والا قلندری

ہی جانتا ہے۔

جب اس سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے اکابر میں سے صدیوں کے بعد صرف ایک ہی باوجود اس
 نسبت سے مشرف کرتے ہیں تو دوسرے سلاسل میں تو اس نسبت کے حصول کا تناسب بہت ہی کم ہے
 یہ نسبت حاصل حضرت خواجہ عبدالخالق بغدادی قدس سرہ کی نسبت ہے۔ اور نسبت کو تمام دکان کا
 پہنچانے والے خواجہ خواجگان حضرت خواجہ بہاؤ الدین المعروف نقشبند قدس سرہم ہیں۔ اور آپ کے
 خلفاء میں سے حضرت خواجہ علاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ اس دولت سے مشرف ہوئے ہیں۔

ایں کار دولت است کنوں تا لا وند

یہ ایک عظیم دولت ہے۔ اب دیکھیے کہ عطا ہوتی ہے

عجیب بات ہے، پہلے ہوا و مصیبت جو واقع ہوتی تھی، آخرت و سرور کا باعث تھی۔ اور یہ ناچیز مزید کا مطالبہ کرتا تھا۔ اور میں قدر سامان و نبوی کم ہوتا تھا اس سے خوشی ہوتی تھی اور اسی طرح کی آرزو رکھتا تھا۔ لیکن اب جب کہ پھر عالم اسباب کی طرف لپکا گیا ہے، تو نظر اپنے عجز اور اپنی قتلی پر پڑی۔ اگر تصور اس قدر لاحق ہوتا ہے تو فوراً ہی ایک دردِ غم و حزن محسوس ہوتا ہے، اگرچہ وہ جلد زائل ہی ہوتا ہے اور اس کا کچھ اثر باقی نہیں رہتا، اسی طرح پہلے جب بارگاہِ الہی میں دفعِ بلا و مصیبت کے لیے دعا کرتا تھا تو اس سے مقصود اس کا رفع اور ازالہ نہیں ہوتا تھا، بلکہ خدا تعالیٰ کے حکم اَدْعُوْنِیْ کی بجا آوری مقصود ہوتی تھی۔ لیکن اب دعا سے مصائب و بلیات کا رفع مقصود ہوتا ہے اور وہ خوف و غم جو زائل ہو چکا تھا واپس لوٹ آیا ہے۔ اور معلوم ہوا ہے کہ یہ سب کچھ ننگ کی وجہ سے تھا۔ حالت صحیح میں جس طرح حرام الکاس کو خوف و غم، عجز و محتاجی اور خوشی کے عوارض لاحق ہوتے ہیں اسی طرح اس بندہ خدا کو بھی ہوتے ہیں۔ ابتداء میں بھی جب دعا سے مقصود دفعِ بلا و مصیبت نہیں تھی، اولیٰ کو یہ بات اچھی نہیں لگتی تھی، لیکن بحال کے باعث دل میں یہ بات گزرتی تھی کہ انبیاء کرام کی دعائیں بھی حصولِ مراد کے لیے نہیں ہوتی تھیں۔ اب جبکہ اس حالت سے شرف کیا گیا ہے اور معاملہ کی اصل حقیقت واضح کر دی گئی ہے تو پتہ چلا ہے کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی دعائیں عجز و محتاجی، خوف و غم کے تحت تھیں، صرف حکم کی بجا آوری مقصود نہ تھی۔

بعض باتیں جہوداً و تشاہیہ ہوتی رہتی ہیں ان کے پیشِ خدمت کرنے کی گستاخی کر جاتا ہوں۔

مکتوب نمبر (۷)

اپنے بعض عجیب و غریب حالات اور ضروری امور کے استفسار کے بیان میں یہ مکتوب بھی اپنے پیر بزرگوں کی خدمت میں لکھا۔

کترین غلام احمد کی عرضداشت یہ ہے کہ وہ مقام جو عرض سے اوپر تھا، یہ ناچیز اپنی روح کو بطریقِ خروج اس مقام میں پاتا تھا۔ اور وہ مقام حضرت خواجہ بزرگ (خواجہ بہاؤ الدین نقشبند قدس سرہ) کے ساتھ خاص تھا۔ ایک زمانہ کے بعد اپنے بدنِ مختصر کی کو بھی اسی مقام میں پایا۔ اور اس وقت خیال میں ہوں گزرا کہ تمام عالم عنصریات و فطریات نیچے کو چلا گیا ہے اور اس کا کوئی نام و نشان باقی نہیں رہا۔ اور جب کہ اس مقام میں صرف بعض اکابر الیائے حقے۔ اب تمام عالم کو اپنے سمیت اس مقام میں پاکر ہجرت ہوتی ہے کہ

مکمل ہو گئی ہے۔ باوجود اپنے آپ کو ان کے تہذیب سے اعراض و عادت جو کبھی کبھی رونما ہوتی تھی۔
 اوپر میں بندہ نے اپنے آپ کو دیکھا تھا نہ جہان کو۔ نہ نظر سے کچھ دیکھا تھا اور نہ علم میں کوئی چیز تھی۔
 وہ عادت اب دائمی ہو چکی ہے اور خلقت عالم کا وجود وید و دانش سے باہر ہو چکا ہے۔

اس کے بعد اس مقام میں ایک بلند عمل ظاہر ہوا کہ اس کو سیرتِ عیسیٰ علی ہوتی ہیں۔ بندہ ان سیرتوں
 سے باہر آیا۔ اس کے بعد وہ مقام بھی باقی جہان کی مانند آہستہ آہستہ حق پر لمحہ نیچے چلا گیا اور فقیر نے
 اپنے آپ کو ہندی پر پایا۔ بندہ اتفاق سے تہذیبِ اوسو کے نعل ادا کر رہا تھا کہ ایک بست ہی اوجھا مقام
 نمایاں ہوا اور چار اکابر نقشبندیہ کو اس مقام میں دیکھا۔ اور دوسرے مشائخ بھی جیسے سید الطائفہ حبیبہ بندہ
 وغیرہ کو اس مقام میں پایا۔ اور بعض دوسرے مشائخ اس سے اوپر کے مقام میں ہیں لیکن ان کے پاس کچھ
 شیے ہوتے ہیں۔ اور بعض نیچے میں اپنے اپنے درجات کے مطابق۔ اور اپنے آپ کو ان سے بہت دور
 پایا۔ بلکہ ان سے کچھ نسبت ہی نہ دیکھی۔ اس واقعہ سے سمت پریشانی اور اضطراب ہوا۔ قریب تھا کہ یروش
 ہوجاؤں۔ اور غم و غصہ کی زیادتی سے جسم کو ہی خالی کر دے۔ کچھ وقت ایسے ہی گزر رہا تھا کہ آپ کی توجہات
 سے اپنے آپ کو بھی اس مقام کے مناسب پایا۔ پہلے میرا اس مقام کے برابر ہوا۔ پھر تدریجاً اوپر بلند
 ہوتا گیا اور اس مقام بلند میں بیٹھ گیا۔ توجہ کے بعد میں دل میں گزرا کہ وہ مقام تکمیل تام کا مقام ہے۔ کہ تمام
 سلوک طے کرنے کے بعد اس مقام پر پہنچتے ہیں۔ سلوک پر ادا کرنے والے مجذوب سالک کو اس مقام سے
 حصہ نہیں مل سکتا۔ اور اس وقت یہ بھی خیال میں گزرا کہ اس مقام پر پہنچنا ان واقعات کے نتائج سے ہے
 جو حضور کی خدمت میں رہنے کے زمانہ میں دیکھا تھا۔ اور خدمتِ اقدس میں عرض بھی کیا تھا کہ حضرت
 امیر (علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ) اقربین لائے اور فرمایا کہ میں تجھے آسمانوں کا علم سکھانے آیا ہوں۔ جب
 خوب توجہ سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ تمام خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے یہ مقام حضرت علی رضی
 اللہ تعالیٰ عنہ سے خاص ہے۔ واللہ سبحانہ اعلم۔

دوسری بات یہ ظاہر ہوئی کہ بڑے اخلاق و عادات ہر گھڑی مجھ سے الگ ہو رہے ہیں۔ بعض
 اوقات یوں خیال گزرتا ہے کہ سب الگ ہو گئے ہیں۔ اور دوسرے وقت ایسا محسوس ہوتا ہے کہ کوئی
 اور شے ظاہر ہوئی ہے اور وہ بھی الگ ہو گئی ہے۔

دوسری گزارش یہ ہے کہ بعض امراض اور شدائد کو دور کرنے کی غرض سے توجہ کرنے کے لیے کیا یہ
 شرط ہے کہ مرضی خدا تعالیٰ معلوم ہو کہ اس معائنہ میں توجہ چاہیے یا نہ چاہیے۔ یا شراب نہیں۔ رشحات کی
 ظاہر عبادت سے جو حضرت خواجہ ربیعہ الدار الحارثی سے نقل کی ہے معلوم ہوتا ہے کہ پیشگی باتنا شرط

نہیں۔ لہذا اس مسئلہ میں آپ کا یہ ارشاد ہے۔ حالانکہ مجھے تو جگر ناپ بچا جی نہیں لگتا۔
 تیسری گزارش یہ ہے کہ گناہوں کو حضور عیسٰیؑ جانے کے بعد ذکر سے روک دینا اور حضور کی نعمت
 کو انصوری ہے یا نہیں؟ اور پھر وہ کونسا مرتبہ حضور ہے جس میں ذکر نہیں کرتے لیکن بعض ایسے بھی ہیں
 جو اولیٰ سے آخر تک ذکر میں مصروف رہتے ہیں اور انہیں ذکر سے کسی وقت بھی نہیں روکا گیا۔ اور اپنا کام
 نہایت کے قریب پہنچا چکے ہیں۔ اصل حقیقت کیا ہے؟ اس بارے میں آپ کا کیا ارشاد ہے؟
 چوتھی گزارش یہ ہے کہ حضرت خواجہ (میدان) احرار قدس سرہ نے اپنے ملفوظات میں فرمایا ہے کہ
 آخر میں بھی ذکر کا حکم دیا جاتا ہے۔ کیونکہ بعض مقاصد ایسے ہیں کہ وہ اس کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتے۔
 ان مقاصد کا تعین فرمایا جائے۔

خدمتِ اقدس میں پانچویں گزارش یہ ہے کہ بعض طالب طریقہ نقشبندیہ کی تعلیم کی طلب گاہ
 کرتے ہیں لیکن غذائیں احتیاط سے کام نہیں لیتے۔ لیکن اس بے احتیاطی کے باوجود حضور قلب اور قدس
 استغراق پیدا کر لیتے ہیں۔ اور غذا کے متعلق تاکید سے کام لیا جائے تو سستی اور کانی کے باعث بالکل
 طریقہ ہی چھوڑ دیتے ہیں۔ اس سلسلے میں کیا حکم ہے؟ اور کچھ ایسے بھی ہیں جو ارادت کے ساتھ اس
 سلسلہ سے صرف اتصال چاہتے ہیں ذکر کی تعلیم نہیں چاہتے کیا اس قسم کا اتصال جائز ہے یا نہیں؟
 اگر جائز ہے تو اس کا کیا طریقہ ہے؟ اس سے زیادہ طویل سلسلہ کلام گستاخی اور بے امری ہے۔

مکتوب نمبر (۸)

ان حالات کے بیان میں جو بقا اور صحو سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ مکتوب
 بھی اپنے بزرگوار کو لکھا۔

کثیر بن غلام احمد کی عرضداشت یہ ہے کہ جب سے مجھے صحو میں لائے ہیں اور بقا سے نوازا ہے
 علوم مغربہ اور معارفِ نادورہ غیر متعارفہ مسلسل اور لگا تار فائز اور وارو ہو رہے ہیں۔ ان میں سے اکثر
 کے بیان اور ان کی مستعمل اصطلاح سے عرافت نہیں رکھتے۔ جو کچھ مسئلہ وحدت وجود اور اس کے
 تعلقات کے بارے میں کہا گیا ہے مجھے اولیٰ مال ہی میں اس سے مشرت کر دیا گیا ہے۔ اور کثرت
 میں وحدت کا مشاہدہ عیسٰی آچکا ہے۔ پھر اس مقام سے کئی درجے بلند مجھے ترقی عطا فرمائی گئی ہے۔ اور
 اس ضمن میں افواج و اقسام کے علوم عطا فرمائے گئے ہیں۔ ان مقامات و معارف کی صورت کا تصدیق قوم کے

کلام میں نہیں پائی جاتی۔ اجتماعی اشارات و رموز بعض بزرگوں کے کلام مبارک میں پاسے جاتے ہیں لیکن ان علوم و معارف کی صحت کا گواہ حالی یہ ہے کہ علوم و معارف ظاہر شریعت اور جماعت علماء اہل سنت کے بالکل موافق و مطابقتی ہیں، روشن شریعت کے ظاہر سے غور و بھی مخالفت نہیں رکھتے، اور مکمل اور اصولی طریقہ سے کوئی مناسبت نہیں رکھتے۔ بلکہ علماء اسلام میں دو جماعت جو اصول اسلام میں مخالفت رکھتی ہے ان کے اصولوں سے بھی ان علوم کی کوئی موافقت نہیں۔

یہ بھی انکشاف ہوا ہے کہ استطاعت فعل کے ساتھ جوتی ہے فعل سے قبل انسان قدرت نہیں رکھتا قدرت فعل کے ساتھ جھٹکتی ہیں اور احکام شریعت کی تکلیف اسباب اور اعتناء کی سلامتی پر جیتے ہیں جیسا کہ علماء اہل سنت نے اس کی تحقیق کی ہے۔ اور حقیقت میں مقام میں اپنے آپ کو حضرت خواجہ نقشبند قدس اللہ تعالیٰ سرفہ کے قدم مبارک پر پاتا ہے۔ آپ اسی مقام میں تھے۔ اور حضرت علامہ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی اس مقام سے حصہ ملا ہے۔ اس سلسلہ عالیہ کے بزرگوں میں سے حضرت خواجہ عبدالحق عظیمی قدس اللہ سرہ و الاقدس اور پہلے مشائخ میں سے حضرت معروف کرہی امام داؤد طائی، حضرت خواجہ حسن بصری اور حضرت حبیب علی قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم المقدسہ بھی اسی مقام میں تھے۔

ان سب مقامات اور علوم و معارف کا حاصل و خلاصہ بعد اور نیچا لگی ہے۔ عطار مجاہد سے کام لے کر چلکا ہے جب تک پروے شکے ہوئے تھے انہیں اعتناء نہ کئے یہی اور مقام کی گنجائش تھی اس وقت تو اس کی بزرگی اس کا حجاب ہے

فَلَا حَبِيبَ لَهَا وَلَا سَائِقِي !

اب نہ تو اس کا کوئی معالجی ہے اور نہ جہاز چھوٹ کر نہ والا۔

مگر نہایت ہی عجیب معاملہ ہے کہ کہاں ہے نہایت ہی اور نیچا لگی کا نام وصل و اتصال رکھا ہوا ہے۔ وہی کتاب پر صحت نہ تھا کا ایک بیت مناسب حال ہے یہ

دو فکستہ وقت ہیں آواز دہ از دوست

کز بد دوست وقت کہ باں بد دوست

دوست نے دوست کی طرف سے آواز بلند کر دی کہ ہے تجھ کو اس دوست کی طرف سے دوست بولنے والوں

کے ہاتھوں میں سوائے ہاتھ کے دوست اور پھر سے کے اور کوئی تھے نہیں۔

مشہور کہاں ہے شاہد کون ہے اور مشہور کیا ہے یہ

”عشق را در سے کے نمایدا“۔ وہ مخلوق کو کب چہرہ دکھاتا ہے

ما للقرآن و در باب الزیادہ یعنی "یہ نسبت حال دنیا عالم پاک"

فقیر خود کو جندہ مخلوق ہے قدرت تصور کرتا ہے اور اسی طرح تمام جہان کو خالق اور قادر اشد تعالیٰ ہی کو جانتا اور مانتا ہے۔ اس کے سوا اور کوئی نسبت ثابت نہیں کرتا۔ اسما اللہ کو اس کا عین اور مآۃ بسنے کی کہاں گنجائش ہے ع

در گرام آئینہ خدا آید اور
وہ کس آئینہ میں آسکتا ہے

فرقہ صیغہ اہل سنت و جماعت کے علماء ظاہر اگر بعض اعمال میں کوتاہی کر جاتے ہیں لیکن ذات و صفات سے متعلق ان کے عقائد کی درستی کا جمال اس قدر نورانیت و کثافت ہے کہ ان کی کوتاہی اس نورانیت کے آگے منہضل اور ناپہنچ رہ جاتی ہے۔ اس کے برعکس بعض صوفی ریاضات و مجاہدات کے باوجود چون کہ ذات و صفات سے متعلق عقائد میں وہ درستی نہیں رکھتے تو علماء ظاہر جیسا جمال و نورانیت بھی نہیں رکھتے۔ علماء کرام اور دینی طلبہ کے ساتھ بہت محبت پیدا ہو چکی ہے۔ ان کی روش بہت اچھی لگتی ہے۔ فقیر آرزو کرتا ہے کہ علماء اور طلبہ علوم کے گروہ میں بیٹھا ہو اور (اصول فقہ کی آخری اور مشہور کتاب) تلمیح کے مفہومات اربعہ کا کسی طالب سے نہ گوارہ کر دیا ہو۔ نیز (فقہ حنفی کی مشہور کتاب) ہدایہ کا تکرار بھی شروع کر رکھا ہو۔ اور یہ فقیر معیت اور احاطہ علمی کے مسئلہ میں علماء کے ساتھ شریک ہے۔

اسی طرح یہ فقیر حق سبحانہ و تعالیٰ کو نہ عین عالم جانتا ہے اور نہ عالم سے متصل نہ عالم سے مفصل اور نہ عالم کے ساتھ اور نہ اس کے علاوہ اور نہ محیط اور نہ مبراہیت کیے ہوئے ہے۔ اور تمام ممکن اشیاء یا ان کی صفات اور ان کے افعال کو مخلوق جانتا ہے اور یہ اعتقادات ہیں کہ ممکنات کی صفات اس کی صفات ہیں اور ان کے افعال اس کے افعال ہیں۔ بلکہ ہر شے کے افعال میں اسی ذات واحد کی قدرت کو مؤثر جانتا ہے ممکنات کی قدرت میں فی الحقیقت اثر نہیں جانتا۔ جیسا کہ علماء اور متکلمین کا مذہب ہے۔

اسی طرح سات صفات تحقیقہ واجب تعالیٰ کو موجود جانتا ہے اور حق سبحانہ و تعالیٰ کو ہر شے کا ارادہ کرنے والا جانتا ہے۔ اور قدرت بمعنی سمت فعل اور ترک فعل بالیقین تصور کرتا ہے۔ قدرت بمعنی ان شاء فعل وان لم یشاء لم یفعل اگر چاہے کرے اگر نہ چاہے نہ کرے

عین مانتا۔ کیونکہ جملہ شریعیہ ثانیہ منتہی ہے۔ جیسا کہ بعض علماء اور صوفیہ مانتے ہیں۔ مگر تکہ اس معنی سے واجب تعالیٰ پر واجب لازم آتا ہے۔ اور یہ لزوم تسلیم کرنا ممکن کے اصولوں کے موافق ہے۔ اور فقہاء قدرت کے مسئلے کو علماء کے طور پر مانتا ہے۔ تو انک کو اس بات کا کمال اختیار ہے کہ اپنی فکر میں جس طرح

چاہئے قصرت کرے۔ اور قابلیت اور استعداد کا کچھ دخل نہیں پائتا کیونکہ اس سے بھی وجہ لازم آتا ہے۔
اور وہ سبحانہ و تعالیٰ مختار ہے جیسا چاہے کرے۔ اسی طرح اور سب باتیں چونکہ ان حالات کا عرض کرنا ضروری
امور میں سے ہے اس لیے ان کے عرض کرنے کی جرأت اور گستاخی کی ہے۔ ع

بند و باید کہ حد خود داند

بندے کو چاہیے کہ اپنی حد کے اندر رہے

مکتوب نمبر (۹)

ان حالات کے بیان میں جو نیچے آئے کے مقام سے تعلق رکھتے ہیں۔

یہ مکتوب بھی اپنے پر بزرگوار کی خدمت میں لکھا۔

بد قسمت سیارہ زہرہ کو تاہی میں مبتلا بدعنوان وقت و حال کے غرور اور وصل و گمالی کے فریب خوردہ
کی عرضداشت جس کا سرکام مولیٰ کریم کی نافرمانی ہے۔ اور اس کا سارا عمل عریضت اور اولیٰ کا ترک ہے اپنے
ظاہر کو آراستہ کر رکھا ہے اور خدا تعالیٰ کی نظارہ گاہ باطن کو خواب اور دیوانہ کر رکھا ہے۔ اس کی ہمت نے
ظاہر آرائی پر ہی کفایت کر رکھی ہے اور باطن ہمیشہ اس راستے سے رسوائی میں مبتلا ہے۔ اس کا قال و قال
کے منافی ہے اور حال خواب و خیال پر مبنی ہے۔ اس خواب و خیال سے کیا حاصل ہو سکتا ہے اور ایسے قال
حال سے کیا فائدہ کشائی ہو سکتی ہے۔ بے نصیبی اور تسارہ نقد و وقت ہے۔ بغاوت و ضلالت باتھیں ہے
فساد و شرارت کا بیدار اور ظلم و محیضت کا منشا ہے۔ مختصر یہ کہ عجب عیوب اور جمیع ذنوب ہے۔ اس کی
نیکیاں لعنت و رتہ اور اس کی حسانت طعن و دفع کر دینے کے لائق ہیں۔

مراتب قاسم ہی القرآن والقرآن بہت سے قرآن پڑھنے والے ایسے ہوتے ہیں
یلعنہ کہ قرآن ان پر لعنت کرتا ہے۔

حدیث کا یہ مضمون اس کے حق میں گواہ عادل ہے۔

و کذب من صاۃ لیس لہ من صیامہ الا کہتے ہی روزہ و دارا یہ ہیں جنہیں روزہ سے صوا
الظہام و الجوع۔ پیاس اور صبر کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

اس حدیث کا مضمون بھی اس کے حال پر شاہد صادق ہے۔ تو اس شخص پر افسوس جس کا یہ حال ہوا اور یہ مرتبہ
اور یہ کمال اور یہ درجہ ہو۔ اس کا استغفار کرنا بھی اس کے گناہوں کی طرح گناہ ہے بلکہ ان سے بدتر ہے اور

اس کی توبہ اس کے دوسرے معاصی کی طرح سراسر معصیت ہے۔ بلکہ ان سے بیخبر نہ رہیں جو نفس گناہ
وہ بھی قبیح جتنا ہے۔ ناچیز اس کا مصداق بن چکا ہے۔ ع

نہ گندم جو ز جو گندم نہ ساید

گندم سے جو اور جو سے گندم حاصل نہیں ہو سکتی

اس ناکارہ کام میں ذاتی ہے علاج پذیر نہیں اور اس کی بیماری اصلی (بجائے) ہے۔ علاج کو قبول نہیں
کرتی۔ جو چیز خلقت اور ذات میں داخل ہو وہ اس سے جدا نہیں ہو سکتی۔ ع

سیاہی از بھٹی کے رو دکھو رنگ است

بھٹی سے سیاہی دور نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ اس کا معنی رنگ ہے

نہ کیا جائے۔ اللہ کسی پر ظلم نہیں کرتا بلکہ لوگ خود اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں۔

ان سب غرایبوں کے باوجود اتنی بات ضرور ہے کہ خیر محض کے ساتھ ساتھ شر محض بھی چاہیے
تاکہ خیر کی حقیقت واضح ہو سکے۔ انبیاء و ائمہ سے پہچانی جاتی ہیں خیر و کمال کے ساتھ شر و نقص بھی چاہیے
حسن و جمال کے لیے آئینہ درکار ہے اور آئینہ شے کے مقابل ہوتا ہے۔ لہذا خیر کے لیے شر اور
کمال کے لیے نقص کا آئینہ ضروری ہے۔ تو ہر وقت جس میں نقص و شرارت زیادہ ہوگی وہ خیر و کمال
کی مانند ہی ہوگی زیادہ کرے گی عجیب کاروبار ہے کہ دم نے مرج کے معنی پیدا کر دیے اور یہ شرارت
و نقصان خیر و کمال کا محل بن گیا۔ اسی وجہ سے مقام عبودیت تمام مقامات سے بلند ہے۔ کیونکہ یہ معنی
مقام عبودیت میں اتم و اکمل ہے۔ محبوبوں کو ہی اس مقام سے مشرف کرتے ہیں اور محبت ذوق شہود سے
لذت لیتے ہیں۔ بندگی میں لذت اور اس سے انس محبوبوں کے ساتھ خاص ہے۔ محبوبوں کا انس محبوب کے
مشابہ سے ہے۔ مگر محبوبوں کو محبوب کی بندگی میں انس نصیب ہوتا ہے۔ اس انس میں سے انس دولت
اور تصور تک پہنچاتے ہیں اور اس نعمت سے سرفراز فرماتے ہیں۔ اس میدان میں یکے دوڑانے والے
شمس اور سرور دنیا و دین اور سید اولین و آخرین حبیب رب العالمین ہیں علیہ من الصلوٰات اجمعہ
ومن النبیات اکملہا۔ آپ کے علاوہ جسے چاہتے ہیں کہ اپنے فضل سے نوابوں کو اسے یہ دولت حضور
کی کمال متابعت کی برکت سے عطا کرتے ہیں۔ اس کمال سے اسے محو کر دیتے ہیں اور اس متابعت کے
ذریعہ ہر مقام تک پہنچا دیتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ انفس
خیر کا مالک ہے۔ (صوفی میں کمال شر کے پائے جانے سے مراد) شر و نقص کا علم ذوقی ہے۔ یہ مراد نہیں
کہ وہ شر و نقص سے تصعق بھی ہوتا ہے۔ اس علم والا مخلوق باللہ عز و جل ہوتا ہے۔ یہ علم ذوقی بھی انس

تخلیق کے ثمرات میں سے ہے۔ درہ شرافت و نقص کی وہاں کیا کنجائش ہے۔ اس سے صرف علمی تعلیق ہوتا ہے۔ یہ علم غیر محض کے شوق قرار کے واسطے ہے۔ جو اس تمام خیر کے پہلو میں شرمسار دکھائی دیتا ہے۔ اور یہ نفس مطمئنہ کے اپنے مقام پر نیچے اتر آنے کے بعد ہوتا ہے، اسے یاد رکھو۔ ایسا شخص جب تک اپنے آپ کو زمین پر نہیں مارے گا اور اس کا کام یہاں تک نہیں پہنچے گا۔ اپنے مالک و مولیٰ بل شانہ کے کمال سے بے نصیب رہے گا۔ تو وہ شخص کیونکر بے نصیب نہیں رہے گا جو اپنے آپ کو عین مولیٰ بنال کرے اور اپنی صفات کو اس کی صفات تصور کرے۔ اللہ تعالیٰ اس سے بہت بلند ہے۔ یہ تو اسماء و صفات و احب تعالیٰ میں کج روی کا راستہ ہے۔ اس عقیدہ کے لوگ

و ذر و الذین یلحدون فی اسمائہ ان لوگوں سے الگ رہو جو اس کے ناموں میں الحاد کی راہ چلتے ہیں۔

میں داخل ہیں۔ یہ بات نہیں ہے کہ ہر وہ شخص جس کا جذبہ اس کے سلوک سے مقدم ہے وہ محبوبوں میں سے ہے۔ ہاں اتنی بات ہے کہ محبوبیت کے لیے جذبے کا مقدم ہونا شرط ہے۔ اور یہ بات بھی ہے کہ ہر جذبہ میں محبوبیت کے کچھ معنی پائے جاتے ہیں۔ کیونکہ جذبہ محبوبیت کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ لیکن اس قسم کی محبوبیت عارضی ہے، ذاتی نہیں۔ محبوبیت ذاتی جو علت ہے جس طرح ہر منتہی کو آخر کا جذبہ میسر آ جاتا ہے۔ لیکن یہ محبوبوں کے زمرہ میں ہی رہتا ہے (محبوبین کے زمرہ میں شامل نہیں ہو سکتا) عارضی طور پر اس میں محبوبیت کے معنی پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور محبوبیت ذاتی کے لیے یہ معنی کافی نہیں۔ اور وہ معنی عارضی ترکیب اور تصفیہ ہے بعض مبتدی حضرات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتباع کے باعث اگرچہ بعض امد میں ہی اتباع ہو کسی مذہب اس معنی کو حاصل کر لیتے ہیں۔ بلکہ منتہی میں بھی اتباع ہی کا ہونا ضروری ہے اور سبب۔ محبوبوں میں اس معنی (محبوبیت ذاتی فضلی) کا تصور بھی آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام والختیہ کی اتباع سے وابستہ ہے۔ بلکہ میں کہتا ہوں کہ وہ معنی ذاتی بھی آپ کے ساتھ مناسبت ذاتی اور اس اسم کی بنا پر ہے جو اس کا رب ہے۔ اور اس اسم کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم کے ساتھ مناسبت کی بنا پر ہے جو آپ کا رب ہے۔ اس وجہ سے یہ خصوصیت اس میں پیدا ہوتی ہے۔ اور وہاں سے یہ سعادت حاصل کی ہے۔ واللہ سبحانہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب۔ واللہ یحق الحق وهو یهدی السبیل۔

مکتوب نمبر (۱۰)

قرب و بعد کے حصول اور فرق و وصل یعنی غیر مشہور اور اس سے مناسب بعض علوم کے بیان میں — یہ خط بھی اپنے پیر بزرگوار کی خدمت میں لکھا۔

مختصر ترین خام کی عرضداشت یہ ہے کہ ایک مدت سے اس بلند آستانہ کے خادموں کے حالات سے کوئی اطلاع نہیں رکھتا منتظر ہے

عجیب نیست اگر زندہ شود جان عزیز

بہوں آزاں یار جدا ماندہ پیامے برسد

کوئی جب نہیں کہ اگر جان عزیز زندہ ہو جائے سب اس جدا شدہ دوست کا پیغام پہنچے۔

بندہ جانتا ہے کہ حاضر درگاہ ہونے کی دولت و نعمت کے لائق نہیں رہ

ایں بسکہ رسد ز دور بانگ برسم

یہ کافی ہے کہ وہی سے جس گفتش کی آواز آتی رہے

عجیب کار و بار ہے نہایت بعد کا نام قرب رکھا ہوا ہے اور فائیت فراق کو وصل و ملاقات کہا جاتا

ہے۔ گویا فی الحقیقت اس کے ضمن میں قرب و وصال کی نفی کی طرف اشارہ ہے۔

کیف الوصول الی سعادہ و دو فہما

قلل الجبال و دو فہن خیوف

سعادہ (مشرق) کا وصل کیسے نصیب ہو سکتا ہے۔ حالانکہ میرے اور اس کے درمیان چٹانوں کی بند

چٹانیاں اور ان چٹانیوں تک پہنچنے سے پہلے دشوار گزار نشیب و فراز واقع ہیں۔ تو حزن بیدی و غم

و انی و مشک ہو چکا ہے۔

مراؤ کو بھی آخر الامریہ کے ارادہ سے مزید جونا پڑتا رہے اور محبوب کو بھی محبت کی محبت میں محب

بنا پڑتا ہے۔ دین و دنیا کے سرور علیہ من الصلوٰات اکلہا من التقیات افضلہا مرادیت اور مجربیت

کے تمام کے باوجود عین اور بریدین میں سے تھے اسی لیے آپ کے حال کی یوں خبر آئی ہے کہ:

تآن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمیشہ ہمیں

متواصل الحزن دائمہ الفکر اور متعلق رہتے تھے۔

اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود فرمایا:

مَا أَوْفَى بِيَعَىٰ وَشَلَّ مَا أَوْفَيْتُ
کسی نیا کرتی افیت نہیں پہنچائی گئی جتنی
مجھے پہنچائی گئی ہے۔

حب لوگ ترجمت کا بوجھ اٹھا سکتے ہیں۔ محبوبوں کے لیے اس بوجھ کا اٹھانا دشوار ہے۔ یہ قصہ
جرا دراز ہے۔ ع

قصۃ العشق لا انفصام لہا

قصۃ عشق ختم نہیں ہو سکتا

اس عرضداشت کا حاصل و خلاصہ یہ ہے کہ شیخ الشہ بخش قدرے جذب و محبت دکھتا ہے مجبوری
کے لیے یہ چند کلمات آپ کے خادموں کی طرف لکھوائے ہیں۔ غرض یہ ہے کہ ملازمت کا شوق ظاہر کر کے
ان حدود کی طرف متوجہ ہوا ہے۔ اول کچھ مخصوص راویوں کا اظہار کیا مگر میری طرف سے ان کے متعلق
عدم دلچسپی محسوس کر کے اب صرف ملاقات پر راضی ہو گیا ہے۔ اور یہ چند کلمات لکھوائے۔
نیا وہ گستاخی ادب سے دور ہے۔

مکتوب نمبر (۱۱)

بعض نکات شفات، اپنے قصور دیکھنے کے مقام کے حصول اور تمام احوال و احوال میں اپنے
آپ کو عیب ناک جاننے اور شیخ ابو سعید ابوالخیر کے اس کلام "عین نمی ماند اثر کجا ماند کے را
کے ظاہر ہونے اور بعض دوستوں کے حالات کے بیان میں — یہ مکتوب بھی اپنے
پیر زندگوار کر لکھا۔

گفتوں غلام احمد کی عرضداشت یہ ہے کہ جس مقام میں ناچینے اپنے آپ کو پہلے دیکھا تھا آپ کے
حکم عالی کے مطابق جب دوبارہ اس کا ملاحظہ کیا تو غلط فہمی اٹھانے والی تھی اللہ تعالیٰ عنہم کا عبور اس مقام میں دکھائی
دیا۔ مگر چونکہ اس مقام میں قیام و استقرار نہ تھا اس وجہ سے پہلے دفعہ نظر نہ پڑے جس طرح اذلال بیت
میں سے سوائے ایمین کریمین اور امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اس میں استقرار نہ رکھتے تھے۔
اور وہ جو پہلے دفعہ اپنے آپ کو اس مقام کے مناسب نہ پایا، یہ بے مناسبی و طرح کی ہے۔
ایک تو یہ کہ طریقوں میں سے کسی طریقہ کے ظاہر نہ ہونے کی وجہ سے بے مناسبی طاری ہوتی ہے۔

جب اس طرف راستہ دکھا دیتے ہیں تو وہ بنے مناسبتی ایک طرف کو ہٹ جاتی ہے۔

دوسری قسم دوسرے حصے سے بنے مناسبتی مطلق کہتے ہیں۔ یہ کسی طرح بھی قابلِ رد و ال نہیں ہے۔ اور وہ راستے جو اس مقام تک پہنچاتے ہیں صرف وہ ہیں۔ میسر کوئی راستہ نہیں۔ یعنی نظریہ میں ان دو طریقوں کے علاوہ اور کوئی طریقہ ظاہر نہیں ہوتا۔

ایک تو اپنے نقص اور تصور کو دیکھتا اور خیرات اور نیک کاموں میں اپنے آپ کو متعمد اور عجیب ناک تصور کرتا ہے۔

دوسرا اس شیخ کا مکمل بھڑوب کی صحبت ہے جس نے سلوک مکمل کر لیا ہو۔

حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ نے آپ کی حمایت و مدد بانی کی طفیل پہلا راستہ بقدر استعداد حمایت فرمایا ہے۔ چنانچہ کوئی عمل اعمال خیر میں سے واقع نہیں ہوتا مگر ناچیز اپنے آپ کو اس میں متعمد اور عجیب ناک تصور کرتا ہے۔ جب تک کسی طرح سے اپنے آپ پر تمت اور حب نہیں رکھتا بے قرار اور بے آرام ہوتا ہے۔ اپنے خیال میں یہ جانتا ہے کہ اپنے سے کوئی بھی ایسا عمل صادر نہیں ہوتا ہر نیکیاں لکھنے والے فرشتوں کے لکھنے کے قابل ہو۔ اور ایسا جانتا ہے کہ نیکیوں کا اعمال نامہ اعمال خیر سے خالی ہے اور انہیں لکھنے والا کرنا کا تین مغل اور بے کاریں۔ خدا کے جل و علا کے لائق ہونے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اور جو کچھ جہان میں ہے جتنی کہ کافر فرنگ اور ملحد زندہ ہیں سب کو اپنے سے کئی اعتبار سے بہتر جانتا ہے اور ان سے بدترین خیال کرتا ہے۔ اور جذبہ کی صحبت سے اگرچہ سیرانی اللہ مکمل اور تمام ہو چکی ہے لیکن اس کے بعض لوازم اور توابع باقی تھے جو اس فنا کے ضمن میں جو سیر فی اللہ کے مرکز کے مقام میں واقع ہوئی ہے تمام اور مکمل ہو گئے ہیں۔ اور اس فنا کے حالات اس سے پہلے عن عند داشت میں تفصیل لکھ دیے ہیں۔ اور جو سمجھتا ہے کہ حضرت خواجہ احمد رستم اللہ علیہ نے اس فنا کو نہایت کام جو کہا ہے اس سے مراد وہی فنا جو جو چکی ذات اور سیر فی اللہ کے تحقق و وجود کے بعد متحقق ہوتی ہے۔ اور ارادے کی فنا بھی اسی فنا کے شعبوں میں سے ہو۔

پچیس داتا گنگوہی صاحب دوا و شفا نیست راہ در بار گاہ گہریا

کوئی شخص بھی جب تک فنا نہ ہو بارگاہِ خداوندی کی طرف اسے راستہ نہیں مل سکتا۔

اور اس مقام سے مناسبت نہ رکھنے والے دو گروہ بھی نظر میں ہیں:

ایک جماعت اس مقام کی طرف متوجہ اور وصول کے راستے کی تلاشی ہے۔ اور ایک گروہ اس مقام کی طرف کچھ التفات اور توجہ نہیں رکھتا۔ اس مقام تک وصول کے طریقوں میں سے طریقہ دوم

آپ کی توجہ سے زیادہ ظاہر ہوتا ہے اور نہایت ہی اسی طریقہ سے محسوس کرتا ہے بچہ نیکہ آپ کی جانب سے امور تھا اس لیے تعمیل حکم کے طور پر بعض امور کے بیان میں جرأت و گستاخی کی ہے۔ ورنہ ع
من جہاں احمد پارسینہ کہ ہستم ہستم
ہیں وہی چاہنا احمد ہوں جو تھا۔

دوسری عرض یہ ہے کہ اس مقام کو دوبارہ ملاحظہ کرنے سے کچھ اور مقامات اور پانچے ظاہر ہوئے۔
عاجزی اور شکستگی کے ساتھ توجہ کرنے کے بعد جب اس مقام پر جو مقام سابق سے فوق اور اونچا پہنچا
تو معلوم ہوا کہ یہ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام ہے۔ اور دوسرے خلفاء رضی اللہ تعالیٰ
عنہم کو بھی اس مقام سے عبور حاصل ہو چکا ہے۔ اور یہ مقام تہی تکمیل و ارشاد کا مقام ہے اسی طرح ابوذر
اور سلمہ بھی جن کا ابھی ذکر ہو گا۔ اور اس مقام سے اوپر ایک مقام دکھائی دیا۔ جب اس مقام پر پہنچا تو معلوم
ہوا کہ یہ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کا مقام ہے۔ اور دوسرے خلفاء کو بھی اس مقام سے عبور حاصل
ہو چکا ہے۔ اور اس مقام سے بھی اوپر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام ظاہر ہوا۔ اس
مقام تک بھی پہنچنا نصیب ہوا۔ اور شاخ میں سے حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ اللہ تعالیٰ عنہ اور اقدس
کوہر مقام میں اپنے ساتھ پایا۔ اور یہی معلوم ہوا کہ دوسرے خلفاء کو بھی اس مقام سے عبور واقع ہو چکا
ہے۔ فرق صرف عبور اور قیام اور گزرنے اور ٹھہرنے کا ہے۔ اور اس سے اوپر کئی مقام محسوس نہیں ہوتا
سوائے حضرت رسالت خاتمت کے مقام کے علیہ من الصلوٰت والسلام من التیات اکملہا۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقام کے بالکل مقابل ایک اور مقام ظاہر ہوا جو نہایت
ہی نورانی تھا۔ ایسا نورانی مقام کبھی دیکھنے میں نہیں آیا تھا۔ اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
مقام سے کچھ بلند تھا۔ جس طرح چہترے کو زمین سے قدرے بلند بناتے ہیں۔ اور معلوم ہوا کہ وہ مقام
مقام محبوبیت ہے۔ اور یہ مقام رنگین اور نقش تھا۔ میں نے اس کے پرتو سے اپنے آپ کو بھی رنگین اور
منقش پایا۔

اس کے بعد اسی کیفیت میں اپنے آپ کو لطیف پایا اور ہوا کی طرح یا قطعہ بادل کی طرح آفاق میں
منتشر دیکھا اور بعض کناروں کو کپڑے ہوئے پایا۔ اور حضرت خواجہ بزرگ اشراق نقشبند بخاری قدس سرہ
صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقام میں اپنے آپ کو ان کے مقام کے مقابل پاتے ہیں۔ اس کیفیت کے
مطابق جو عرض کی گئی ہے۔

دوسری عرض یہ ہے کہ یقین و ارشاد کو ترک کر دینا اچھا نہیں لگتا۔ اور یہ بات اچھی بھی کیسے لگ سکتی

ہے جس طرح سارا عالم گرداب ضلالت و گمراہی میں غرق ہو رہا ہو۔ ایک شخص اگر اپنے اندر انہیں نکالنے کی قوت و طاقت رکھتا ہو تو کیسے بری الذمہ تصور کر سکتا ہے۔ اگرچہ دوسرے کاموں کی بھی مشغولیت ہے مگر وعظ و ارشاد میں مشغول رہنا بھی ضروری اور پسندیدہ ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ دوران عمل جو سادہ و خطرات پیش آتے ہیں ان سے توبہ و استغفار لازم رکھے۔ اس شرط کے ملحوظ رکھنے سے رضا کے دائرہ میں داخل ہو سکتا ہے۔ اس شرط کو ملحوظ نہ رکھنے کی صورت میں رضا میں داخل نہیں ہو سکتا بلکہ نیچے تہ میں پکڑا رہتا ہے۔ لیکن حضرت خواجہ نقشبند اور حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار قدس اللہ تعالیٰ اسرارہما کے بارے میں اس شرط کے لحاظ کے بغیر ہی پسندیدگی ہے۔ اور اس (مجدد صاحب) کم درجہ حال کا عمل اس شرط کے لحاظ کے بغیر داخل ہوتا ہے اور کبھی نیچے تہ میں پکڑا رہتا ہے۔

ایک اور عرض یہ ہے کہ کتاب نجات الانس (مصنف مولانا جامی قدس سرہ) میں حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ کے محفوظات میں آیا ہے کہ عین حق مانند اثر کھانا نہ (یعنی باقی نہیں رہتی تو اثر کیے باقی رہ سکتا ہے) کا ثبوت دلائل سے اتنی مشق کسی شے کو باقی نہیں چھوڑتی۔ یہ بات پہلی نظر میں تو مشکل محسوس ہوتی کیونکہ حضرت شیخ علی الدین اور ان کے متبعین اس بات پر ہیں کہ کسی معلوم چیز کا اللہ تعالیٰ کے معلومات میں سے ذائل ہو جانا محال ہے۔ ورنہ واجب تعالیٰ کے لیے علم کے بجائے جمل لازم آئے گا۔ اور ذات ہی زائل نہ ہو تو اثر کہاں جائے گا۔ اسی طور پر یہ بات توہین میں بیٹھی ہوئی تھی حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر رضی اللہ عنہ کے کلام کے مفہوم کا عقدہ حل نہیں ہو رہا۔ لیکن کامل توجہ کے بعد حق تعالیٰ نے اس کلام کا راز بھی منکشف کر دیا اور یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی کہ نہ ذات رہتی ہے اور نہ اثر۔ اور میں نے اپنے اندر بھی یہی معنی پایا، اور کوئی مشکل باقی نہیں رہی۔ اس معرفت کا مقام بھی دکھائی دیا۔

یہ نہایت ہی بلند مقام ہے جو حضرت شیخ اور ان کے متبعین کے بیان سے بھی اونچا ہے۔ یہ دو باتیں باہم مختلف اعد متناقض نہیں بلکہ دونوں الگ الگ جگہ سے تعلق رکھتی ہیں۔ ان کو تفصیل سے بیان کرنا طوالت اور ربخ و طال کا باعث ہے۔

اور حضرت شیخ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات کے دوام اور حبشی کے متعلق جو کچھ ارشاد فرمایا ہے اس کا بھی پتہ چلا کہ بات سے کیا مراد ہے اور دوام سے کیا مراد ہے۔ اور اپنے اندر بھی یہ کیفیت قائم محسوس کرتا ہے۔ اگرچہ یہ بات قوائدات سے ہے۔

ایک گزارش یہ ہے کہ کتاب دیکھنے کو طبیعت بالکل نہیں چاہتی۔ ہاں اکابر کے مقامات و مراتب

مالید اگر کسی جگہ دسج ہوئی تو انہیں دیکھنے سے طبیعت بہت خوش ہوتی ہے۔ شائع متقدیرین کے حالات بڑے مرغوب ہیں۔ حقائق و معارف سے متعلق کتابیں ملانے خصوصاً توحید و منزلات مراتب سے متعلق مضامین کا مطالعہ نہیں کر سکتا۔ بندہ اپنے آپ کو اس باب میں حضرت شیخ علاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ سے بہت مناسبت پاتا ہے۔ اور اس سلسلہ میں ذوق و حال کے اندر شیخ مذکور علیہ الرحمۃ سے متعلق ہے لیکن اس سلسلہ میں سابق علم اس کام کی طرف اور اس بارہ میں شدت کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔

دوسری گزارش یہ ہے کہ بعض امراض کے رفع کرنے کی توجہ کی گئی اور اس کا اثر بھی ظاہر ہوا۔ اسی طرح بعض قوت شدگان جو عالم برزخ سے تعلق رکھتے ہیں کے حالات بھی ظاہر ہوئے۔ ان کے عالم برزخ کے آلام و شاید کے رفع کرنے کے لیے توجہ کی گئی۔ لیکن اب توجہ پر قدرت نہیں۔ صمدت حال یہ ہے کہ کج کل میں کسی ایک کام پر بھی اپنے آپ کو جمع اور حاضر نہیں کر سکتا۔ لوگوں کی کچھ سختیاں فقیر پر گزری ہیں اور مجھے اپنے ظلم و ستم کا نشانہ بنایا ہے۔ اور مجھ سے تعلق رکھنے والے بہت سے لوگوں کو ناحق خرابی و بربادی میں ڈالا ہے۔ اور جلا وطن کیا ہے۔ اس کے باوجود دل پر اس سے لڑا سا خیال رہا ہے۔ یعنی تک محسوس نہیں ہوئی۔ دل میں ان کے متعلق برائی کا گزونا تو بہت دور ہے۔

بعض دوستوں نے اس مقام جذبہ سے شہود و معرفت حاصل کی ہے لیکن اب تک انہوں نے سرگرمی قدم نہیں رکھا۔ ان کے کچھ حالات بھی عرض خدمت کیے ہیں۔ امید ہے کہ حق سبحانہ و تعالیٰ جذبہ کے پہلو کی تکمیل کے بعد انہیں دولت ملے گی۔ جسے بھی شرف کہے گا۔

شیخ نورانی مقام میں بند ہے۔ نقطہ فوق تک جو مقام جذبہ سے تعلق رکھتا ہے ابھی تک نہیں پہنچا۔ حرکات و سکنات سے آنا روکتا ہے۔ خوابی اور قباحت کو محسوس نہیں کرنا تو بے اختیار اس کا کام توقف اور رکاوٹ کا شکار رہتا ہے۔ اسی طرح اور بہت سے دوست بھی جو آداب کی رعایت ملحوظ نہیں رکھتے ان کا کام بھی توقف میں پڑا رہتا ہے۔ اس بارے میں حیران ہے کہ میری طرف سے کوئی ارادہ توقف نہیں بلکہ ان کی ترقی کا ارادہ ہے۔ بے اختیار کام میں رکاوٹ واقع ہو جاتی ہے۔ ورنہ قریب کا راستہ بہت قریب ہے۔

مولانا محمود نیچے کے نقطہ تک نیچے پہنچ چکے ہیں۔ جذبہ کے کام کو انجام تک پہنچا دیا ہے، اور اس مقام کی بندہ نسبت تک پہنچ گئے ہیں۔ وہ فرق کو بھی من و جد نہایت تک لے گئے ہیں۔ پہلے تر صفات رکھتے تھے۔ اب وہ جس۔ سادہ صفات قائم ہیں اپنے سے جدا محسوس کیا اور اپنے آپ کو شیخ خانی پایا۔ پھر صفات سے بہرہ ریکھا اور حدیث کی اس دید کے ذریعہ مقام پر پہنچے۔ اب میرے حال اور

اپنے حال کو اس قدر گم کر چکا ہے کہ نہ اعطاء کا قائل ہے اور نہ معیت کا۔ خیال کو بطن بطون (مترتبہ و حدت صرفہ) کی طرف متوجہ کر لیا ہے کہ حیرت اور نادانی کے سوا کچھ ہاتھ میں نہیں رکھتا۔

اور شاہ حسین بھی مقام جذبہ کے ذریعہ آخری نقطہ تک پہنچ گیا ہے اور ان کا ستر آخری نقطہ نکلتا پہنچ چکا ہے۔ اسی طرح صفات کو ذات سے جدا دیکھا۔ لیکن ذات احد کو ہر جگہ پاتا ہے اور ظہور سے مفلوظ ہوتا ہے۔

اسی طرح میاں جعفر بھی آخری نقطہ کے قریب پہنچ چکا ہے اور بہت شوق و زول ظاہر ہوتا ہے۔ یہ بھی شاہ حسین کے قریب ہے۔ دوسرے دوستوں میں بھی فرق و تفاوت ظاہر ہوتا ہے۔

میاں شیخ اور شیخ عیسیٰ اور شیخ کمال جذبہ میں نقطہ فوق تک پہنچ گئے ہیں۔ شیخ کمال بھی نزول کی طرف متوجہ ہے۔ اور شیخ ناگوری بھی نقطہ فوق کے نیچے آچکا ہے، لیکن ابھی کافی مسافت و پیش ہے۔ اور اس جگہ کے دوستوں میں سے اس وقت تک آٹھ یا نو تک دس افراد نقطہ فوق کے نیچے آچکے ہیں بعض نقطہ سے حاصل ہو چکے ہیں اور نزول کی طرف رُخ کر گئے ہیں۔ اور کچھ قریب ہیں اور کچھ ابھی دور ہیں۔

میاں شیخ منزل اپنے کو گم پاتا ہے اور نہ ذات کو اصل سے دیکھتا ہے۔ اور مطلق کو تمام جگہوں میں پاتا ہے۔ اور اشیاء کو سب کی طرح بے اعتبار جانتا ہے۔ بلکہ کچھ بھی نہیں پاتا۔

مولانا محمود کے متعلق ایسا خیال ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اگر لوگوں کو تعلیم دینا شروع کر دیں تو یہ ایک پسندیدہ بات ہے۔ لیکن ان اجازت جو مقام جذبہ سے مناسبت رکھتی ہے۔ اگرچہ بعض امور ابھی رہتے ہیں ان کا استفادہ اور حصول جو نا چاہیے۔ لیکن اس نے بالے میں جلدی کی، توقف نہ کیا۔ حضور اقدس کی خدمت میں آ رہا ہے۔ جو مناسب جائیں اس کا حکم فرمادیں۔ اس کیلئے حکم میں کچھ قضا عرض کر دیا ہے۔ اصل حکم آپ کا ہے۔

خواجہ ضیاء الدین محمد چند روز یہاں رہے۔ قدرے حضور اور جمعیت قلب پیدا کر لی تھی۔ آخر کار اسباب معاش کی قلت کی بنا پر یہاں رہنے میں اپنا خاطر جمع نہ رکھ سکے اور قریب کی ملازمت کی طرف متوجہ ہو گئے۔ مولانا شہیر محمد کا لڑکا بھی ملازمت کی طرف میلان رکھتا ہے۔ قدرے حضور جمعیت قلب سے بھی حاصل ہے۔ بعض رکاوٹوں کے باعث خاص ترقی نہیں کر سکا۔ زیادہ گفتگو گستاخی ہے۔

بہشتہ باید کہ مدد خود داند!

ہلام کو اپنی حد کے اندر رہنا چاہیے

اس ہفت روزہ کے بعد ایک اور کیفیت رونما ہوئی۔ اور ایک حال پیش آیا۔ تحریر اس کے بیان

کی گنجائش نہیں ہے۔ اس جگہ ارادہ کی قوت متحقق ہوتی۔ جس طرح سابقہ ارادوں سے ارادے کا تعلق بظہر تھا ایسا ہی ہوا۔ مگر اصل ارادہ ابھی باقی تھا جیسا کہ عرضداشت میں عرض کیا جا چکا ہے۔ اب ارادے کی بھی بیخ کنی ہو گئی ہے۔ اب نہ تو کوئی مراد ہے نہ ارادہ۔ اور اس فنا کی صورت میں دکھائی دی۔ اور بیش معلوم جو اس مقام سے مناسبت رکھتے تھے وہ بھی فائض اور وارد ہوئے۔ ان علوم کے دقیق اور شکل ہونے کے باعث چونکہ انہیں تحریر میں لانا مشکل تھا اس لیے اشب قلم کی باگ ان علوم سے پھیر لی ہے۔ اس فنا کے تحقیق اور علوم عطا کیے جانے کے وقت ایک خاص نظر وحدت سے اوپر بھی پہنچی۔ اگرچہ یہ بات طے شد ہے کہ وحدت سے اوپر کوئی نظر نہیں جاسکتی۔ بلکہ اس سے اوپر کوئی نسبت نہیں لیکن بندہ کو جو کچھ پیش آتا ہے عرض خدمت کرتا ہے۔ اور جب تک یقین نہ ہوا لکھنے کی جرأت نہ کی۔

اور اس مقام کی صورت کو وحدت سے اوپر اس طرح دیکھتا ہے جس طرح اگر وہ ربی سے آگے ہے۔ اور اس راہ میں کچھ شک و شبہ نہیں پاتا۔ اگرچہ نظر میں نہ وحدت ہے نہ اس سے اوپر کوئی شے اور نہ کوئی مقام جسے حقیقت کے عنوان سے جان سکے یا حتیٰ کہ اس سے اوپر تصور کرے۔ حیرت و حجل ہوسے طور پر موجود ہیں۔ اور اس دید سے کچھ فرق نہیں پڑا۔ میں نہیں جانتا کہ کیا عرض کروں۔ سب تناقض و زنا نقص ہے۔ بعالمہ گفتگو میں نہیں آسکتا اور حال یہ مشبہ متحقق اور موجود ہے۔ میں اللہ کے حضور میں استغفار کرتا ہوں اور قول فعل خیال اور نظریں سے ہر وہ چیز جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے میں اس سے توبہ کرتا ہوں۔

نیز اس وقت یہ ہم معلوم ہوا ہے کہ قبل ازیں میں جو صفات کا فنا جاتا تھا وہ درحقیقت صفات کا فنا نہیں بلکہ خصوصیات صفات اور مابہ الامتیاز کی فنا تھی جو وحدت میں مندرج تھی اور خصوصیات ذاتی ہوجاتی ہیں۔ اب اصل صفات ایک دوسری میں غلط اور دو ج ہو کر ایک طرت ہو گئی ہیں۔ اب احدیت کے غلبہ نے کچھ بھی باقی نہیں چھوڑا۔ اور وہ تیسرے جو تیسرے علم اجمالی یا تفصیلی میں حاصل تھی باقی نہیں رہی۔ اور نظر مکمل طور پر خارج ہوا چکا ہے۔ اللہ کی ذات تھی اور اس کے ساتھ کچھ نہ تھا۔ اور وہ اب بھی ایسا ہی ہے جیسا پہلے تھا۔ اور اب علم حال کے مطابق ہو چکا ہے۔ پہلے اس مضمون کا صرف علم تھا حال نہیں تھا۔ اب امید رکھتا ہوں کہ دوستی یا غزالی پر مشتبہ فرمائیں گے۔

دوسری بات یہ نظر آتی ہے کہ جس طرح مولانا قاسم علی کو مقام تکمیل میں حصہ ہے اسی طرح یہاں کے اور دوستوں کا حصہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ واللہ شہخانہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

مشائخ عظام نے فرمایا ہے کہ سیرالی استہ پچاس ہزار سال کا راستہ ہے۔

تعرج الملیکۃ والروح الیہ فی یوم

چڑھتے ہیں ملک اور روح اس کی طرف ایسے

کان مقداره خمسين الف سنة

دن ہیں جس کی مقدار پچاس ہزار برس ہے۔

اس آیت میں شاید اسی طرف اشارہ ہے جب کام نا امیدی کو پہنچا اور تمام امیدیں منقطع ہو گئیں تو:

وہی ذات ہے جو نا امیدی کے بعد بارش برساتی

هو الذی ینزل الغیث من بعدھا

ہے اور اپنی رحمت بکھیر دیتی ہے۔

فتطوا ویفشرحمتہ

تو اس نے کام بنا دیا۔

چند روز ہوئے ہیں کہ اشیاء میں سیر واقع ہوئی ہے۔ رشد و ہدایت کے طالبوں نے پھر غلو اور زور و غیا شروع کر دیا ہے۔ لہذا قدر سے ان کا کام شروع کر دیا گیا ہے۔ لیکن اس وقت تک اپنے آپ کو رشد و تکمیل کے قابل نہیں پاتا۔ لیکن لوگوں کے اصرار کے باعث بقا ضائع ہو گیا ہے۔ کچھ نہیں کہتا۔ مسئلہ توحید و وحدی میں جیسا کہ سابقاً متوقف و متروک تھا جیسا کہ منکر عرض کیا جا چکا ہے اور افعال و صفات کو اصل سے ملاتا تھا۔ جب حقیقت حال معلوم ہو گئی وہ توقف اور رد و اب ختم ہو گیا ہے اور ہمارا دوست کا پلہ بھاری ہو چکا ہے۔ یافت اور کمال کو اس میں بہت پایا ہے۔ مقولہ ہمدوست اور افعال و صفات کو اور رنگ میں معلوم کیا ہے۔ ہر ایک ایک سے گزار کر آگے اوپر کی طرف لے گئے ہیں۔ اور ہر طرح کا شبہ بالکلہ زائل ہو گیا ہے۔ تمام مکاشفات ظاہر شریعت کے مطابق ہو چکے ہیں۔ بال برابر ظاہر شریعت سے مخالفت نہیں رکھتے۔ بعض صوفیہ جو خلاف ظاہر شریعت مکاشفے بیان کرتے ہیں یہ بات یا تو سہو و فراموشی کے باعث ہے یا تسک کی بنا پر۔ ورنہ باطن ظاہر کے ہرگز مخالف نہیں۔ راستے کے دوران مخالفت محسوس ہوتی ہے اور جمع اور توحید کی ضرورت پڑتی ہے۔ حقیقتہً استاد کو پانے والا باطن کو ظاہر شریعت کے مطابق پاتا ہے۔

علماء اور ان بزرگواروں کے درمیان صرف اسی قدر فرق و تفاوت ہے کہ علما و دلیل اور علم سے جانتے ہیں اور یہ بزرگ اسی شے کو کشف و ذوق سے پالیتے ہیں اور ان کے نصحت حال پر اس مطابقت سے بڑی اور کوئی دلیل نہیں ہو سکتی۔

میرا سینہ مثل عروس کرتا ہے اور میری زبان

یضیی صدمای ولا ینطلی

نہیں چلتی۔

لساقی

نقد و قسٹ ہے۔ میں نہیں جانتا کہ کیا مضمون کروں۔ بعض احوال کو لکھ کر رکھنے کی توفیق نہیں پاتا، اور آپ کی خدمت میں مضمون کرنے کی التجائش بھی نہیں ہے۔ شاید اس میں کوئی حکمت ہو اس محروم جدا ماندہ کو غریب پروری کی توجہ سے محروم نہ رکھیں اور راہ میں ہی نہ چھوڑ دیں۔

اسی سخن را چوں تو بمبداء بودی مگر غمزدوں گرد و تو امش افزدودی

اس بات کا مصلح آغا نے آپ ہی بتائے ہیں۔ لہذا یہ اگر دراز ہو جائے تو اس کے دراز کرنے والے آپ ہی ہیں

زیادہ گستاخی نہ کی

بندہ باید کہ حد خود داند

بندے کو چاہیے کہ اپنی حد کو سمجھائے

مکتوب نمبر (۱۴)

ان واقعات کے حاصل ہونے میں جو دوران راہ پیش آئے ہیں اور بعض صافیوں

کے حالات کے بیان میں یہ مکتوب بھی اپنے وقت پر درکار لگتا ہے۔

گترین غلام احمد کی عرسداشت یہ ہے کہ وہ تجلیات جو مخلوقات کے مراتب میں ظاہر ہوئی ہیں ان کا کچھ حصہ گزشتہ عرسداشت میں عرض کیا جا چکا ہے۔ اس کے بعد مرتبہ و جوب جو مقام صفات کا جامع ہے ظاہر ہوا اور بد صورت سیاہ رنگ عورت کی شکل میں سامنے آیا۔ اس کے بعد مرتبہ احدیت دراز قدم کی شکل میں نمودار ہوا جو کشادہ اور چھوٹی دیوار پر کھڑا ہو۔ اور یہ دونوں تجلیات تنہائیت کے عنوان میں ظاہر ہوئیں بخلاف پہلی تجلیات کے کہ وہ دوسرے عنوان میں ظاہر ہوئیں۔

اسی اثنا میں موت کی آرزو پیدا ہوئی اور یہی نظر میں آیا کہ گویا میں ایک شخص ہوں جو تمام زمین کا احاطہ کئے ہوئے دریا کے کنارے کھڑا ہے اس ادا سے کہ اپنے آپ کو اس میں پھینک دے۔ لیکن ایسا بھی محسوس کیا کہ اسے پیچھے سے مضبوطی سے باندھا ہوا ہے کہ دریا میں گر نہیں سکتا۔ اور وہ رسیاں بدن عشری کے ساتھ تعلق سے جھارت ہے، اور میں نے آرزو کی کہ رسیاں ٹوٹ جائیں اور ایک خاص کیفیت بھی رونما ہوئی کہ اس وقت ذوق کے طور پر جانا کہ سوائے حق سبحانہ کے کوئی حاجت نہیں رہی۔ اس کے بعد صفات کلیہ و جوب یہ ہوا اپنے ہائے نرولی اور مظاہر خصائصات کے اقتدار سے ظاہر نہیں نظر آئیں۔